لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۵ | کلکتہ: چہار شنبہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta Wednesday, July 30, 1913.

MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY LIBRARY
मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी लाइब्रेरी
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی لائبریری
حیدر آباد - ۸
हैदराबाद
HYDERABAD

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحکیم

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4 - 12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

عنوان تلغراف
« الہلال »

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماہی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ٥ — کلکته: چہار شنبه ٢٥ شعبان ١٣٣١ ہجری — جلد ٣

Calcutta : Wednesday, July 30, 1913.

فہرس

شذرات
دول یورپ کي کار روائي ۱
البصائر ۲
ہفتۂ جنگ ۳
مقـــالۂ افتتـــاحیه
الداء و الدواء ۴
مـــذاکرۂ علمیـــه
فلسفۂ حیات و ممات [۱] ۱۰
شئون عثمانیه
موتمر ملي ۱۳
ترک و عرب ۱۳
مسئلۂ ہرقیه ۱۴
بریدہ فرنـگ
بلقانیوں کي باہمي آویزش ۱٦
جامعۂ مصریه ۱۷
مراسلات
انجمن الغرض ۱۸
فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیه [۷] ۲۰

تصـــاویـــر

پرنس سعید حلیم پاشا ۳
موسیو پوانکارے ۱٦

شذرات

دول یـورپ کي کار روائي

عثمانیوں پر کیوں مظالم ہوئي ؟ یورپ اس سوال کا جواب آج خود دے رہا ہے وہ " ان حرکات کے ذمہ دار دول یورپ اور خصوصاً روس اور انگلستان ہیں - کیونکہ ان سلطنتوں نے اُس کی کسی بجا یا بے جا خواہش کی پذیرائی میں تامل نہیں کیا اور نہ اُس کو کسي امر میں روکا ہے - یہاں تک کہ جب بلغاریہ نے روس کي مخالفت کی، جس پر اُس کے وجود کا انحصار ہے، تب بھی بلغاریہ کو کسي قسم کي تنبیہ نہیں کی گئی - دول یورپ کو لازم ہے کہ وہ اس وقت بلغاریہ کے بڑھے ہوے حوصلہ کو روکدیں، جس کي وجہ سے یورپ کے امن میں خلل پڑ رہا ہے - جو لوگ معاملات سے باخبر ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ شاہ فرڈیننڈ لڑائي کے خطرات سے واقف ہے یہ الفاظ ہیں جو انگلستان کے پریس نے آج سے ایک ماہ قبل شائع کیے تھے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کے قتل عام ہي نہیں بلقان کي باہمي آویزش بھي یورپ کے شہ دینے سے ہوئي -

نیر ایسٹ نے اپنی ۲۷ جون کي اشاعت میں ایتھنز سے ایک خاص نامہ نگار کا خط چھاپا ہے - اس میں بلغاریوں کي زیادتی کا ذکر ہے - خط میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ " بیس یونانی قیدیوں کو بلغاریوں نے کوڑوں سے پیٹا تھا، حالانکہ دو سو بلغاریوں کو یونانیوں نے گرفتار کرکے فوراً چھوڑ دیا - اس واقعہ سے ایتھنز میں بہت ناراضی پھیلي ہوئی ہے - ایم - رالس (M. Rallis) جو پچھلي کونسل کا پریسیڈنٹ تھا، اور جو اپني بے قابو طبیعت کی بنا پر اول ہی سے مشہور ہے ایک اخبار میں لکھتا ہے کہ " فوجی ہیڈ کوارٹروں کو چاہیے کہ ایم - وِنزلو (M. Venzelos، (وزیر اعظم یونان) اور اُس کے ساتھہ دیگر وزرا کو بلغاریوں کے حوالہ کردیں تا کہ اُن کو لے جا کر صوفیہ کے بازاروں میں خوب پیٹیں، جسکے وہ مستحق ہیں " حیرت ہے کہ جس قوم کی ستم پیشگي کا یہ عالم ہو یورپ کي مدنیت اُس کي حمایت جائز رکھتي ہے ۔

هذا بصائر للناس . و هدی و رحمة لقوم یوقنون

(۴۵ : ۱۹)

البصائر

ایک ماهوار دینی و علمی مجله

جس کا

اعلان پہلے " البیان " کے نام سے دیا گیا تھا -

وسط شوال سے شائع هونا شروع هو جائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحه - قیمت سالانه چار روپیه مع محصول -

خریداران الهلال سے : ۳ - روپیه

اسکا اصلی موضوع یه هوگا که قران حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیره فراهم کرے - اور اُن موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ' جن کی وجه سے موجوده طبقه روز بروز تعلیمات قرانیه سے نا آشنا هوتا جاتا هے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیه کا احیاء ' تاریخ نبوة و صحابة و تابعین کی ترویج ' آثار سلف کی تدوین ' اور اردو زبان میں علوم مفیده جدیده کے تراجم ' اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی هوگا - تا هم یه امور ضمنی هونگے ' اور اصل سعی یه هوگی که رسالے کے هر باب میں قران حکیم کے علوم و معارف کا ذخیره فراهم کرے - مثلا تفسیر کے باب میں تفسیر هوگی ' حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابه کے تحت میں تفسیر صحابه کی تحقیق ' تاریخ کے ذیل میں قران کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ' علوم کے نیچے علوم قرانیه کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وه موضوع وحید پیش نظر رهیگا -

اس سے مقصود یه هے که مسلمانوں کے سامنے بدفعه واحدة قران کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جاے که عظمت کلام الهی کا وه اندازه کر سکیں - و ما توفیقی الا بالله - علیه توکلت والیه انیب -

القسم العربی

یعنی " البصائر " کا عربی ایڈیشن

جو

بالفعل مهینه میں دو بار شائع هوگا -

اور

جس کا مقصد وحید جامعهٔ اسلامیه ' احیاء لغة اسلامیه ' اور ممالک اسلامیه کے لیے مسلمانان هند کے جذبات و خیالات کی ترجمانی هے -

الهلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانه مع محصول هندوستان کے لیے : ۲ - روپیه ۸ - آنه

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پته سے آلیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکته

هر چند ۱۹ - ۲۲ - جولائی کو صوفیا کے ایک تار میں مسئلۂ جاتب استعاده ادرنه کی تکذیب کی گئی هے مگر اس خبر کی تصدیق اسقدر مختلف و قابل اعتماد ذرائع سے هوچکی هے که اب اسکی صحت میں شک کی گنجایش نہیں - سب سے آخری مگر سب سے زیاده قابل اعتماد وه تار هے جو ۲۲ - کو بمبئی میں باب عالی سے بصیغهٔ قائم مقام قونصل عام کے نام آیا هے - وزیر اعظم لکھتے هیں که " ادرنه اور قرق کلیسا پر آج قبضه هوگیا - ابراهیم بے کی کمان اور انور بے کی همراهی میں فوج نے جس تیزی سے کوچ کیا هے اسکا شکریه - بہت سے نقصانات جو بلغاریوں نے شروع کردیے تھے روک دیے گیے - پیادوں کی رجمنٹ نے ' جو مذکوره بالا برائیگیڈ کے لیے کمک کے طور بھیجی گئی تھی ' صرف ایک دن میں ۸۰ - کیلو میٹر طے کیے - پیدلوں اور سواروں کے کالموں نے جو قرق کلیسا بھیجے گئے تھے اپنی همت کا ثبوت دیا ' اور کوچ نہایت سرعت کے ساتھه کیا - بلغاری پیاده فوج نے مقابله کیا مگر نا کام رهی - همارا ذرا بھی کسی قسم کا نقصان نہیں هوا " -

ادرنه اسلامی یادگاروں کا شهرستان ابطال ' ناموران اسلام کی آرامگاه اور سب سے آخر میں مگر سب سے اهم قسطنطنیه کی کنجی - انگلستان پر با لواسطه یا بلا واسطه اسکا کوئی اثر نہیں ' پھر اسکا جوا ۱۰ - کرور مسلمانوں کے کاندھے پر' ان حالات میں کیا یه مقتضاے دانشمندی نه تھا که کم از کم ذمه دار زبانیں خاموش رهتیں ؟ مگر جب سینوں میں دیگ کھول رهی هو تو اسکے بخارات سے زبانیں کیونکر جنبش میں نه آئیں -

مسٹر ایسکویتھه وزیر اعظم انگلستان جنھوں نے سالونیکا کی فتح پر عالم نصرانی کو فتح باب مسیحیت کا مژده جان پرور سنایا تھا ' پھر پلیٹ فارم پر آئے ' مگر اسطرح که ابکی انکی زبان پر زمزمه تبشیر و تہنیت کے بدلے همهمهٔ تہدید و ترهیب تھا - مسٹر ایسکویتھه نے کہا که " معاهده لندن کے مقابله کرنے کی بابت اگر ترکی کو کافی طور پر غلط مشوره دیا گیا هے تو اسکو ایسے سوالات کے لیے تیار هوجانا چاهیے جنکا مباحثه میں آنا کسی طرح اسکے لیے مفید نہیں "

ضغط و اضطهاد کے متعلق سب سے پہلے فرانس اور اطالیا نے اپنے اپنے ارادے ظاهر کیے - انگلستان نے انگ قدم رکھا یعنی زبان قول کے ساتھه زبان عمل سے بھی اپنے ارادے کا اعلان کیا - ۳ - جہاز ڈالرس پہنچے ' اور پھر وهاں سے کسی غیر معلوم مقام کی طرف روانه هوگئے - خیال تھا که روس ' جرمنی اور آسٹریا کی طرف سے بھی قولی یا عملی انذار آتا هوگا ' مگر اسوقت تک تو خاموشی طاری هے -

هاؤس آف کامنس میں پوچھا گیا تھا که دباؤ کی نوعیت کیا هوگی ؟ مسٹر ایکلینڈ نے کہا : میں کچھه نہیں کہه سکتا که دول کس کارروائی پر اتفاق کرینگے ؟

آسٹریا کا نیم سرکاری اخبار " لوکل انزیجر " لکھتا هے که اسکو " یقین نہیں که باب عالی پر سیاسی دباؤ ڈالنے کے علاوه کچھه اور بھی کیا جا سکے " اگر یه صحیح هے تو جہازوں کے بھیجنے میں انگلستان کی اس درجه عجلت فرمائی کا ' اس سے زیاده اور کوئی نتیجه نه هوگا که اس کو عالم صلیبی اور دنیاے اسلام دونوں سے حفظ مصالح صلیب میں عملاً پیشروی کا خطاب ملے -

ایک زمانه مخالف هے ' ایک عالم تہدید کر رها هے ' ایک بر اعظم کا بر اعظم دشمن هے ' مگر پرنس سعید حلیم

پاشا کے عزم و ثبات کو ابھی تک یہ باد مخالف جنبش نہ دے سکی، سلطان روم سے بلغاریا نے جو اپیل کی تھی انہوں نے اُس کا جواب دیا ہے کہ: ترکوں کا اقدام و ہجوم یہ نہیں ہے، یہ دفاع و حفظ ما بقی کا مسالہ ہے -

ایں سخن را چوں تو مبدء بودہ
گر بیفزاید تو اش افزودہ

ترکوں کے پیش نظر صرف ادرنہ ھی نہیں بلکہ وہ تمام مقامات ھیں جن پر بلغاریا قابض ہوگئی تھی - چنانچہ عثمانی فوج ایک طرف تو ادرنہ کی طرف بڑھی اور دوسری طرف کلرلی برغاس، لولی برغاس، ارجینی، بابا اسکی فتح کرتی ہوئی - قرق کلیسا پہنچی - قسطنطنیہ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ھے کہ بلغاریوں نے شہر چھوڑنے سے پہلے بارود خانے اور اصلی عمارتیں ڈھا دیں - اس طوفان مصائب کے باوجود جب ترک داخل ہوے تو باشندوں نے ناقابل بیان مسرت کا اظہار کیا - عورتیں آنکھوں سے آنسو اور ہاتھوں سے فوج پر پھول برسا رھی تھیں - اخذ قرق کلیسا کے بعد عثمانی فوج بلغاری حدود میں داخل ہوئی تو صوفیا میں غیر معمولی اضطراب پھیل گیا - بلغاری وزیر خارجیہ نے فوراً اس تاراج پر اعتراض کا تار باب عالی کو بھیجا - جسکا جواب باب عالی نے یہ دیا کہ "چند پیٹرول تفتیش کرتے ہوے سرحد کے پار چلے گئے تھے، مگر سپہ سالار کے حکم سے واپس بلا لیے گئے" -

اتحاد یورپ اگر اپنے اختلاف داخلی کی وجہ سے ترکوں پر دباو نہ ڈال سکا تو اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ ترکوں کو اپنے مفتوحہ مقامات کے واپس لینے کا موقع دیگا - ترکوں کو یہ موقع خانہ جنگی کی بدولت ملا تھا - لڑنے والوں میں سب سے زیادہ تازہ دم رومانیا ھے - پھر رومانیا کا مقصد جیسا کہ اس نے اعلان جنگ کے وقت ظاہر کیا تھا ریاستہاے بلقان میں حفظ توازن ھے - ترکوں کی طرف سے عداوت کی آگ جو خانہ جنگی کی وجہ سے دیگئی تھی پھر بھڑکائی گئی، اور ظاہر کرایا گیا کہ حلفاء ترکوں کی پیشقدمی کے وجہ سے پریشان ھیں - اسکے بعد رومانیا کو توڑ لیا گیا - رومانیا نے روس اور آسٹریا کے ساتھہ اعلان کیا کہ بلغاریا کو پامال نہ ہونے دیا جائیگا - اور سرویا اور یونان سے جنگ کو روک دینے اور اپنی فوج کو رک جانے کی فرمایش کی ھے جو صوفیا سے ۱۵ - کیلو میٹر پر ھے، ورل کے سامنے یونان نے بلغاریا کو کچل ڈالنے کے ارادے سے تیری کی ھے، مگر ھنوز جنگی کارروائی موقوف نہیں ھے، چنانچہ یونانی فوج نے ۲۶ - کو دیدہ آغاچ لے لیا ھے - سروی فوج ھنوز مصروف پیکار ھے - ودن کا محاصرہ شروع کردیا ھے، امید ھے کہ عنقریب شہر پر قبضہ ہو جائیگا، کیونکہ جنرل کٹنچیف کی زیر کمان فوج نے ہتیار ڈالنا شروع کردیے ھیں -

فوج میں ھیضہ نہایت شدت سے پھوٹ پڑا ھے -

بخارست کی غیر سرکاری رپورٹ میں بیان کیا گیا ھے کہ بلغاری فوج کی اخلاقی حالت اس درجہ ابتر ہوگئی ھے کہ وہ دشمن کے مقابلہ سے انکار کرتی ھے -

مختصراً یہ کہ بلغاریا اپنے نخوت و تکبر، ظلم و جور، اور درندگی و سبعیت کی پاداش میں انتہائی ذلت اور نقصان اُٹھا چکی ھے، اور شاید اب اس کے ان مصائب کا عنقریب خاتمہ ہونے والا ھے - مختلف ریاستوں کے وکیل بخارست دارالسلطنت رومانیا کو روانگی کے لیے تیار ہو رہے ھیں - بلغاری وزیر موسیو ٹونچیف اور یونانی وکیل موسیو پانس تو روانہ ہوگئے ھیں - یونانی وزیر اعظم موسیو وینزیلوس سالونیکا گیا ھے کہ بادشاہ سے مل کر بخارست جائیگا -

الهلال

۲۰ شعبان ۱۳۳۱ هجری

الـــداء والـــدواء

یعني

جماعة " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(٤)

افمـــن کان مومنـــا کمـــن کان فاسقاً ؟ لا یستوون - امـــا الـذین آمنـــوا و عملـــوا الصالحـات فلهـــم جنـــات المـأوی ' نزلا بمـــا کانوا یعملـــون - و اما الـذین فسقـوا فمـاواهم النـــار ' کلما ارادوا ان یخرجوا منها ' اعیدوا فیها ' و قیل لهم ذوقوا عذاب النـــار الذي کنتم به تـکذبون ! ولنذیقنهم مـــن العـــذاب الادنـــی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون • (۳۲ : ۱۹)

کیا ایک مومن بندے کے اعمال و نتائج ویسے هي هوسکتے هیں ' جیسے که ایک نافرمان اور فاسق کے ؟ کیا دونوں برابر هیں ؟ هرگز نهیں ! !

جو لوگ الله کے احکام پر ایمان لائے ' اور اعمـــال صالحه اختیار کیے ' انکے لیے کامیـــابیوں اور فتح مندیوں کے شاداب باغ و چمن هونگے ' جن میں وہ شاد و خرم رهیں گے ' اور یه باغهـــاے فتـــح و مراد انکے نیک کاموں کا بدله هے ' جو وہ انجـــام دیتے رهے !

مگر جن لوگوں نے احکام الهي کے مقـــابلے میں سرکشي کي ' تو ان کا ٹھکانا تو بس نامرادیوں ' نا کامیوں ' اور اسرو غلامي کي آگ هي هوگی ' اور وہ اپنے کاموں اور تلاش نجات میں ایسے گمراہ هوجائیں گے که جب کبهی اس آگ سے نـکلنـــا چاهیں گے تو پهر اسي میں لوٹا دیے جائیں گے ' اور انسے کهـــا جائیگا که پاداش عمل کے جس عذاب کو تم جهٹلاتے تهے ' اب اسکے مزے چکهو !

اور یه بهي جان لوکه آنے والے بڑے عذاب سے پہلے ' هم ان منـکـــرین کو ایک چهوٹے عذاب کا مزا بهي چکهالیں گے ' تا که شاید غفلـــت و سرکشي سے باز آجائیں ' اور هماري جانب رجوع هوں !

بیـــا تا گـــل بر افشـــانیم و مي درساغر اندازیم ! * فلـک را سقف بشکافیـــم و طرح نو در انـدازیـــم !
اگر غـــم لشکـــر انگیـــزد که خون عاشقاں ریزد ' * من و ساقي بهم سازیم و بنیـــادش بر انـدازیـــم !
چو در دست ست رودے خوش ' بزن مطرب سرودے خوش ! * که دست افشاں غزل خوانیم و پاکوباں سر انـدازیـــم !
یکے از عقل مي لافـد ' دگـر طامـات مي بـافد ' * بیـا کیں داوریهـــا را به پیـــش داور انـدازیـــم !
بهشت عدن اگر خواهي بیـــا با ما بـه میخـــانه * که از پاے خمت یکســـر بحوض کوثر انـدازیـــم !

بقیه مبحث گذشته :

مقصـد وحید امـة موهومـه

یه آیات بینۂ خمسه ' اور تصریحات قاطعۂ ساطعه تهیں ' اور یه ان کے متعلق سرسري اشارات ' جن سے هم اپنے مقصد حیات اور مرکز جهد و جهاد کو معلوم کرسکتے هیں - ان آیتوں میں کهیں بهی هم کو یه نهیں بتایا گیا هے که تم فلاں مقام کی حفاظت کرو اور فلاں سرزمین کي خدمت کو اپنا مقصد سعی بناو ' بلکه هم کو بتایا گیا هے که تمام دنیا تمهارا گله هے ' اور تم اسکے چرواهے هو ! یه تمام انساني آبادیاں تمکو دي گئی هیں ' تاکه الله کے طرف سے تم انکی حفاظت کرو ' اور گرگ ابلیس کے خونخوار حملوں سے انکو بچاؤ - تم کو بهترین امت اور افضل ترین امم بنایا گیا ' تاکه تم ارض الهی کے خدمت گذار بنو ' اور تم کو دنیا میں اس نے اپنی جماعت ' اپنی فوج ' اور قائم مقام قرار دیا ' تا اس کی هدایت کا علم صرف تمهارے هی هاتهه میں هو ' اور اس کے تمام بندے اس کے سایے کے نیچے آکر پناہ لیں ! تمهارا سب سے بڑا شرف یه نهیں هے که تم ابراهیم خلیل (ع) کے معبد کے خادم هو ' بلکه تمهارے خدا نے تم کو اس سے بهت ارفع و بلند مقصد دیا هے ' یعني تم رب جلیل کے اس معبد کے خادم هو ' جسکی چهت آسمان کی فضاے محیط ' اور جسکی سطح زمین کا تمام پهیلا هوا طول وعرض هے !

پھر غور کرو کہ کس طرح تمام دنیا کی اصلاح و سعادت کا همیں ذمہ دار بتایا هے ' اور کہا هے کہ تم هي هو ' جو اس کے لیے شاهد هو سکتے هو - کیونکہ زمین پر تمهارے سوا اور کوئي نہیں جس کے لیے همارا رسول شاهد هو -

هم کو پکارا گیا کہ تمام امتوں میں اوسط و اعدل صرف تم هي هو - اسلیے نہیں کہ هم بیت خلیل کے محافظ هیں ' بلکہ اس لیے کہ ارض خداے جلیل کے محافظ هیں - اس لیے کہ اسکے تمام بندوں کو بھلائي کی دعوت دیتے او ر برائي سے روکتے هیں - اس لیے کہ اس کي سرزمین کو ظلم و استبداد ' طغیان و عدوان ' اور شر و فساد سے پاک کرنے والے هیں - اس لیے کہ هم اُس کي زمین پر اُس کے خلیفہ هیں - اس لیے کہ هم تمام دنیا کو اُس کي آنکھ سے دیکھیں ' اور تمام عالم کي باگ اُسکا هاتھ بنکر اپنے هاتھوں میں لیں ! پھر خدا را سونچو کہ تمهاري حد نظر کہاں تک هے ' اور میں کیا دیکھہ رها هوں ؟

خیال کن تو کجائی و ما کجا واعظ ؟

تم ابھي صداے الہي سن رهے تھے ' اور اُس کتاب عزیز و حکیم کے بیانات تمهارے سامنے تھے ' جس کو بھول کر ساري دنیا کی تدبیروں کو یاد کیا کرتے هو - اس نے کہیں بھي اس پر زور نہیں دیا کہ تم مکۂ معظمہ کي حفاظت و خدمت کا اقرار یا عهد کرو - البتہ حکم دیا کہ جاهدوا فی اللہ حق جهادہ اُسکي راہ میں اپني تمام قوتوں سے جہاد کرو - اُس نے تم کو فضیلت دي هے پس اسکے بندوں کو ضلالت و فساد سے نکال کر فضیلت و عظمت بخشو !!

اسوۂ ابراهیمي

جس ابراهیم خلیل (علی نبینا و علیہ الصلوة و السلام) کي مقدس قربانگاہ کي حفاظت کا نام لیتے هو ' کیا بہتر نہوگا کہ اس کے بنائے هوے معبد کو دیکھنے سے پہلے خود اُس پر بھي ایک نظر ڈال لو - اُس نے خانۂ کعبہ کي بنیاد ضرور رکھي ' لیکن ساتھہ هي اپنے نفس اور اپنے فرزند کے گلے پر چھري بھي رکھدي !

فلما اسلما و تلہ للجبین و نادیناہ ان یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین - (۳۷ : ۱۰۶)

" اور جب حضرت ابراهیم اور اسماعیل دونوں پر حقیقۃ اسلامیہ طاري هوئي اور دونوں نے اپني گردنیں جھکادیں ' اور حضرت ابراهیم نے اسماعیل کو ماتھے کے بل زمین پر پٹک مارا ' تو هم نے پکارا کہ اے ابراهیم ! بس کرو ! تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا - هم حقیقۃ اسلامیہ کے ایسے هي مدارج صاحبان " احسان " و ایمان کو عطا فرما تے هیں "

استقبال وجوہ و قلوب !

دیکھو ! خدا نے تمهارے آگے دو چیزیں پیش کي هیں - اُس نے کہا کہ میري عبادت کے لیے کھڑے هو تو اپنا منھہ خلیل اللہ کے بنائے هوے معبد کي طرف کر دو !

و من حیث خرجت فول وجهک شطر المسجد الحرام ' و حیث ماکنتم فولوا وجوهکم شطرہ ' (۲ : ۱۴۵)

اور اے پیغمبر ! تم خواہ کہیں سے بھي نکلو لیکن اپنا منہ مسجد حرام کي طرف کرلیا کرو ! اور اسي طرح اے مسلمانو ! تم بھي جہاں کہیں هو نماز میں اسي کي طرف اپنا منہ کرو -

مگر قبل اس کے کہ تم اُس گھر کي طرف اپنے چهروں کو متوجہ ' وہ یہ بھي کہتا هے کہ اُس گھر کے بنانے والے کي طرف اپنے ں کا رخ پھیر دو ' یعنی اس کي الہی قربانی کي پیروي کرو !

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراهیم و الذین معہ ' (۶۰ : ۴)

حضرت ابراهیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمال کے اندر تمهارے لیے ایک نہایت بہتر اور اعلی نمونۂ حیات موجود هے تاکہ تم اس کي پیروي کرو -

نماز اسلام کي ایک عبادت هے ' اور اس کے لیے ضرور هے کہ تمهارا منہ کعبے کي طرف هو ' مگر " اُسوۂ ابراهیمي " اسلام کي حقیقت هے ' اور اس کے لیے صرف کعبے کے طرف منہ کر دینا هي کافي نہیں هے بلکہ بانی کعبہ کے طرف دل کو پھیر دینا شرط هے - وہ نماز کا ایک رکن هے کہ عبادت هے - اور یہ اسلام کي شرط هے کہ اصل حقیقت هے -

گذشتہ صحبت کي پانچویں آیت پر غور کرو کہ جہاد في سبیل اللہ ' امر بالمعروف ' نہي عن المنکر ' اور قیام صلوۃ اور ایتاء زکوۃ سے پہلے فرمایا :

ملۃ ابیکم ابراهیم هو سماکم المسلمین من قبل و فی ھذا ' لیکون الرسول شهیداً علیکم و تکونوا شهداء علی الناس فاقیموا الصلواۃ - الخ -

یہ دین اسلام تمهارے مورث اعلی ابراهیم خلیل کا هے - اُس نے تمهارا نام " مسلم " رکھا - پہلے بھي اور اب بھي - اور یہ سب کچھہ اس لیے هے تاکہ همارا رسول تمهارے لیے ' اور تم تمام انسانوں کے لیے شاهد هو - پس جب کہ تمهارا درجہ ایسا قرار دیا گیا هے تو تمهارا فرض هے کہ صلوۃ الہی کو دنیا میں قائم کرو - (الخ)

حضرت ابراهیم کي نسبت کو یہاں اس لیے یاد دلایا گیا کہ ان کی زندگی اسلام کي حقیقت کا نمونہ تھی - انھوں نے اپني قربانی کا اُسوہ دکھا کر اسلام کی حقیقت کو ظاهر کردیا تھا ' اور یہی وہ انساني قربانی هے ' جس کو خدا اپنی صداقت کے حیات کے لیے هم سے چاهتا هے -

بار بار کہہ چکا هوں کہ جہاد فی سبیل اللہ ' امر بالمعروف ' نہی عن المنکر ' اور قیام صلوۃ ' و اعلان حق ' اسی قربانی سے عبارت هیں - اور جب تک ایک قوم اس قربانی کے لیے طیار نہو ' وہ سعادت عالم و عالمیاں کا ذریعہ نہیں بن سکتی -

پہلے کہا : راہ الہی میں جہاد کرو ! پھر کہا کہ اپنی نسبت ابراهیمی کو نہ بھولو کہ اس کا اُسوۂ حسنہ اسلام کی اصل حقیقت اور تمهارے لیے قبلۂ وجوہ هے - اسکے بعد تصریح کی کہ تم مسلم هو ' اور پھر اسکی علت بیان کی ' تاکہ تم تمام عالم کے لیے شاهد عدل و سعادت هو - جب یہ مراتب بیان هوچکے تو پھر همارے فرائض کی تشریح کردي کہ اللہ کی صلواۃ کو دنیا میں قائم کرنا ' حق کی دعوت اور منکر کا انسداد ' وللہ عاقبۃ الامور -

عود الی المقصود

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ مشہور (آیۃ استخلاف) جس کا ایک وعدۂ الہی کی صورت میں اعلان هوا ' اور پھر نصف صدی کے اندر هی اندر نصرۃ الہیہ نے اس کی تکمیل بھی کردي ' اس مبحث کے لیے ایک آخري فیصلہ کن بصیرت بخشتی هے ؟ فرمایا کہ :

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات ' لیستخلفنهم فی الارض ' کما استخلف الذین من قبلهم ' و لیمکنن لهم دینهم الذي ارتضی لهم ' و لیبدلنهم من بعد

اللہ تعالی اُن لوگوں سے وعدہ فرماتا هے جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کیے ' کہ انکو زمین پر خلافت عطا فرمایگا ' اسی طرح ' جیسے اُن سے پہلے بنی اسرائیل وغیرہ گذشتہ اُمتوں کو عطا فرمائي تھي ' اور جو دین انکے لیے اُس نے پسند کیا هے -

خوفہم امنا - یعبد وننی ولا یشرکون بی شیا ' ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون - (٢٤ : ٥٥)

یعنی اسلام ' اسکو دنیا میں قائم کر کے رہیگا ' نیز خوف اور خطرے کی اس زندگی کے بعد انپر طمانینة اور راحت کا ایک ایسا دور طاری کردیگا کہ وہ باطمینان اللہ کی پرستش کرینگے ' کسی کو اس کا شریک نہ گردانیں گے - پھر جو شخص ان تمام احسانات الہی کے بعد بھی اللہ کے آگے نہ جھکے تو بس ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں -

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

اس آیت نے مسلمانوں کے مقصد حیات کو انتہاء وضاحت کے ساتھہ ظاہر کردیا ہے - یہی ارض الہی کی خلافت ہے جس کی نسبت حضرت داؤد کی زبانی کہا گیا تھا کہ :

ولقد کتبنا فی "الزبور" من بعد الذکر: ان الارض یرثہا عبادی الصالحون - ان فی ھذا البلاغ لقوم عابدین ' وما ارسلناک الا رحمة للعالمین - (٢١ : ١٠٧)

اور ہم کتاب زبور میں اپنے ذکر کے بعد اپنے اس قانون کو لکھہ چکے ہیں کہ ہمارے وہی بندے زمین کی سلطنت وفرماں روائي کے وارث ہونگے ' جو اپنے اعمال میں نیک ہونگے - بیشک اس قانون کے تذکرے میں عابدین الہي کیلیے ایک پیغام بشارت ہے ' اور پھر یہي ہے کہ ہم نے اے پیغمبر! تمہارے ظہور کو تمام عالم کیلیے رحمت قرار دیا ہے!

غور کیجیے تو کونسي آیت غور کي محتاج نہیں ہے ؟ اس آیت میں زبور کا قول نقل کرکے فرمایا کہ " اس میں ان لوگوں کے لیے ایک پیغام بصیرت ہے جو عبادت الہي سے فائز المرام ہیں " اور پھر اس کے بعد وجود مقدس حضرة ختم المرسلین یا ان کی بعثت کی نسبت فرمایا کہ " رحمة للعالمین " ہے - یعني یہ ظہور الہی تمام عالموں کے لیے بلا تفریق اسود وابیض و مشرق و مغرب ' رحمة الہي ہے -

اس سے مقصود در اصل امة مرحومہ کي تنبیہ تھي - " قوم عابدین " سے اسي امت کي طرف اشارہ ہے - یعني کتاب زبور کا یہ فرمان امة مرحومہ کے لیے ایک پیغام عبرت و بصیرت ہے - اگر وہ اعمال حسنہ و صالحہ اختیار کریں گے ' اور اللہ کي بخشي ہوئي قوتوں کا صحیح استعمال کرینگے (کہ یہي معني ہیں عبادت الہی کے) تو بموجب اس قانون متذکرۂ زبور کے ضرور ہے کہ زمین کي وراثت کے مستحق ٹھہریں گے - اور چونکہ ایسا ہونا ضرور تھا ' اس لیے ظہور اسلام کو رحمة الہي سے تعبیر کرکے ظاہر کر دیا کہ یہ تمام قوموں کو مفاسد و مظالم سے نجات دلانے والا ' اور انسانوں کے پانوں کي زنجیرہاے اسر و استبعاد کو کاٹنے والا ہے - یہ ایک ایسي قوم کے نشر و نما کو اپنے ساتھہ رکھتا ہے ' جو امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کریگي ' جو اپني تمام قوتوں کو وقف جہاد في سبیل اللہ کر دیگي ' اور جو دنیا کي چھني ہوئی صداقت و عدل پھر اسے واپس دلا دیگي - پس جس طرح تمہارا رب کریم " رب العالمین " ہے ' جس کي ربوبیت میں کسي نسل ' کسی قوم ' اور کسي زبان ' اور کسي زمین کي قید نہیں ' اسي طرح یہ پیغام ظہور ہدایت ' اور یہ وجود بشیر و نذیر بھی " رحمة للعالمین " ہے ' کہ اس کی رحمت فرمائي میں بھي خدا کي ربوبیت کي طرح زمین کے کسی خاص ٹکڑے ' اور انسانوں کی کسی خاص جماعت کی قید نہوگی ' بلکہ اپنی ہدایت کی حامل و داعی ایک ایسی قوم پیدا کردیگا ' جس کے بال ہمت کے لیے تمام کرۂ ارضی فضاے پرواز ' اور جس کے معرکۂ حق و باطل کے لیے تمام دنیا کارزار جنگ ہوگی :

باں بکشا و صفیر از شجر طوبی زن!
حیف باشد چو تو مرغے کہ اسیر قفسي!

خدمت کعبہ یا خدمت عالم ؟

پس جس قوم کے شرف و اجتبا ' اور جس قوم کے مقاصد کے علو و ارتفاع کا یہ حال ہو ' میں ایک لمحہ کے لیے بھی راضی نہیں ہوسکتا کہ اس کے سامنے اس کے سوا کوئی اور مقصد حیات پیش کیا جاے ' کیونکہ جس خدا نے اس کی زندگی کا ایک ہی مقصد قرار دے دیا ہے ' یقین کرو کہ وہ بھي کبھی اس سے راضی نہیں ہو سکتا -

خواہ کیسے ہی دلفریب اور کیسے ہي مصلحت آشنا الفاظ آپ کي زبان پر ہوں ' مگر میں کہونگا کہ آپ سب کچھہ کیجیے ' لیکن خدا را اس اصل اصول اور اس حقیقة الحقائق سے نہ ہٹیے ' جو دعوۃ اسلامي کي بنیاد و اساس ' اور مسلمانوں کي زندگي کے استقامت حیات کي ایک ہي چٹان ہے - آپ کسي مکان کی کھڑکیاں بدل ڈالیے کہ اب موسم کے بدلنے سے ہوا کا رخ بھي بدل گیا - آپکو اختیار ہے کہ آپ اس کا دروازہ بھي جنوب سے شمالی جانب منتقل کردیں کہ مصلحت یہي کہتي ہے - یہ سب کچھہ گوارا ہو سکتا ہے لیکن میں اس پر تو کبھي راضي نہیں ہوسکتا کہ آپ بنیاد کي اینٹوں کا مسئلہ چھیڑ دیں - اور تمام قوتوں کو بجاے استحکام بنیاد قدیم کے ' ایک تاسیس جدید میں صرف کریں ؟ مسلمانوں کي زندگي کي بنیاد خدمت کعبہ نہیں بلکہ خدمت عالم ہے ' اور وہ دنیا کي جب ہي خدمت کرسکتے ہیں ' جبکہ پہلے خود اپنے نفس و قلب کي خدمت کرلیں ' **اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ موجودہ حس مصائب کي بنا پر انہیں اسوۂ ابراہیمي و محمدی (علیہما الصلوۃ و السلام) کي پیروی میں فنا ہوجانے ' اور مٹ جانے کي دعوت نہ دی جاے -**

مصلحت

ایک عالم منجملہ عوام عملیات جدیدہ کے " عالم مصلحت " کا بھي ہے -

میں اس کا منکر نہیں - اس کے لیے بھي قران کریم نے ہمارے آگے بہت سے اسوہ ہاے جلیلۂ نبریہ پیش کیے ہیں ' اور ان کے ذکر کا یہ موقع نہیں ' لیکن افسوس کہ میں " مصلحت " کے عفریت مہیب کي ان لاتعد و لا تحصی قوتوں کا قائل نہیں ہوں ' جن سے حقیقة الہیہ شکست کہا جائے - میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑي چیز ' جس کي ہم میں کمي ہے ' تنظیمات عمل (ارگنائزیشن) ہے ' اور اسکے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ایک مقصد مشترک سامنے ہو ' اور سب میں اس کے نام سے ایک رشتۂ باہمی قائم ہوجائے - میں یہ بھي جانتا ہوں کہ مقصد کی جگہ دماغ ہے نہ کہ صفحات مقاصد انجمن - تاہم مشکل یہ ہے کہ جو راہ اختیار کی گئی ہے ' وہ یا تو اصل مطلوب و مقصود تک پہنچنے والی ہی نہیں ہے ' اور یا پہنچنے والی ہے تو اس قدر پیچ وخم کے بعد ' کہ اتنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے -

پھر آپ مقراض مصلحت کو شاخوں کي کانٹ چھانٹ میں استعمال فرمائیے ' جڑ پر ہاتھہ کیوں ڈالتے ہیں ؟

منجملہ اُن اختلافات طریق عمل کے جو مجھہ میں اور ارباب عصر میں ہے' ایک بہت بڑا اختلاف یہ بھی ہے کہ میں اپنے عقیدے میں مصلحت کو ہر شے پر موثر پاتا ہوں' الا اصول و مقاصد حقیقیہ پر' کہ وہ ایک ایسی شے ہے' جسکا بہر حال اظہار و اعلان لازمی ہے - جو چیز ہمارا مقصد حیات ہے' جس خون کے دوران سے ہمارے جسم ملت کی زندگی ہے' جس تغذیۂ اصلیہ پر ہمارا نشو و نما موقوف ہے' اس کو کیونکر خنجر مصلحت کے سپرد کردیں ؟

اگر کرینگے تو ایک زمانہ آئیگا کہ اس مصلحت فرمایانہ اعلانات و اشتہارات کے بعد ہمارا مقصد حیات مشتبہ ہو جائیگا' اور خود ہم اپنے تئیں بھول جائینگے -

چنانچہ آج جو حالت ہماری نظر آرہی ہے' یہ بہت زیادہ حد تک اسی مصلحت فرمائی کا نتیجہ ہے - مصلحت بینیوں نے گو محض مصالح وقت سے مقاصد پر پردے ڈالے' لیکن آج وہ پردے ایسے حائل ہوگئے ہیں کہ خود ہم بھی اپنے تئیں نہیں دیکھہ سکتے !!

یہ مصلحت کے بت کی یاد نہیں ہے' بلکہ خداے حی و قیوم سے غفلت و نسیان ہے - یہی وہ مرتبہ منجملہ مراتب ضلالت کے ہے' جسکی طرف قران کریم نے جا بجا اشارہ کیا کہ "ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسا ہم انفسہم" اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے ماسوی اللہ کی مرعوبیت میں غرق ہوکر خدا کی قوتوں کو بھلا دیا - نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے تئیں بھی بھول گئے -

پھر سورۂ توبہ میں ایک جماعت کا ذکر کیا کہ ان کا وصف یہ ہوگا :

یامرون بالمنکر و ینہون عن المعروف و یقبضون ایدیہم ' نسوا اللہ فنسیہم (۹ : ۶۸)

"وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جگہ امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کرینگے' نیز خدا کے سچے کاموں میں صرف جان و مال کرنے سے انکی مٹھیاں بند رہینگی - یہی وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا' نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا "

ہماری گذشتہ اور موجودہ رہنمائی کی یہ کیسی کامل و اکمل تاریخ ہے ؟ پھر میں کیونکر پسند کروں کہ ارکان خدام کعبہ' جنکے اندر قیمتی ولولۂ عمل اور نتیجہ خیز قوت کار بحمد اللہ موجود ہے' مصلحت فرمائی کے اس درجہ تابع ہوں کہ ہمارے رہنمایان گذشتہ و حال کی طرح " نسوا اللہ فانساھم انفسہم " کے عالم میں گرفتار ہو جائیں ؟ اعاذنا اللہ سبحانہ و ایا ہم و یہدینا الی صراط مستقیم ·

دفع شبہ

ممکن ہے' آپ کہیں کہ مقصود تو یہی ہے' مگر کعبہ کا نام اس لیے رکھا گیا تاکہ ہر شخص سمجھہ سکے - یہ سچ ہے - آپ نے ایک عالی شخص کو تو یہ کہکر سمجھا دیا' لیکن کیا ایک تعلیم یافتہ شخص' اور ایک گرفتار غفلت مگر آمادۂ اصلاح ہستی کی آمادگی ضائع بھی نہیں کردی' اور موجودہ اضطراب و استعداد انقلاب کے بعد (جس سے نہیں معلوم آپ کیسی کچھہ انقلابی تبدیلی اُس کے اندر پیدا کر دیتے ؟) اُسکا منتہاء فکر صرف یہی نہیں قرار دیا کہ صرف ایک اقرار غیر محکم و غیر شرعی' اور ایک روپیہ دے کر فارغ البال ہو جائے ؟ فتدبروا وتفکروا یا اولی الالباب ! ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لایسمعون !!

تشخیص کے بعد علاج

آپ موجودہ مصائب کے علاج کے لیے کھڑے ہوے ہیں - پس سب سے پہلی نظر آپ کو اس پر ڈالنی چاہیے کہ اِن تمام امراض کی علت اصلی کیا ہے ؟ اور اپنی تمام قوتوں کو اسی کے اِزالہ کے لیے وقف کردینا چاہیے - مسلمانوں کی عزت ذلت سے بدل ہوگئی - جہل و نادانی ان کی علامت ممتاز بن گئی - حکومتیں چھن گئیں' اور شکستوں' ناکامیوں' اور غلامیوں نے ان کا احاطہ کر لیا - یہی امراض ہیں جو آپ کو نظر آرہے ہیں - پھر خدارا انصاف کیجیے کہ یہ سب کچھہ اس کا نتیجہ ہے کہ انکے پاس حفاظت حرمین کیلیے کوئی فنڈ نہ تھا' یا انھوں نے کوئی اقرار نہیں کیا تھا' یا حاجیوں کے سفر کا عمدہ انتظام نہ تھا' یا مکۂ معظمہ میں پر تکلف قیام کے لیے کوئی ہوٹل نہ تھا ؟ میرے مقصد کے سمجھنے میں غلطی نہ کیجیے - میں تسلیم کرتا ہوں اور بارہا کہہ چکا ہوں کہ روپیہ کی فراہمی' تعلق عرب کی تقویت' خدمت کعبہ کا ولولہ' مرکز اسلامی کی محبت' اور اسی طرح کی تمام چیزیں نہایت ضروری ہیں' لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اِن ہی چیزوں کا فقدان ہمارے امراض مذکورۂ صدر کی علت حقیقی ہے ؟

اس سطح ارضی پر کوئی نہیں' جو اس سوال کا جواب اثبات میں دے سکے - علت اصلی بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ **عمل بالاسلام کی روح ہم میں سے مفقود ہو گئی**' امر بالمعروف کا سبق بھلادیا' جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو فراموش کردیا' اور ہماری جیب نہیں بلکہ دل خالی ہوگئے - پھر جب آپ ایک انجمن قائم کرتے ہیں جس کے مقاصد و اعمال کی فہرست بیسیوں دفعات پر مشتمل ہے' لیکن نہ تو کہیں اس میں احیاء دعوت اسلامی کی دفعہ ہے' نہ کہیں اسلام کے احکام و اوامر پر عمل کرنے کی قید ہے' نہ کوئی صورت عمل اور طریق کار ایسا پیش نظر ہے' جس کا مقصد مسلمانوں کو مسلمان بنانا ہو' اور ان کی مجاہدانہ روح عمل کو واپس لانا ہو' تو پھر فرمائیے ! آپکا مقصد تو ضروری' اور آپ کے کام یقیناً اچھے اور مستحق اعانت و شرکت جمیع مسلمین' لیکن ہمارے اصلی مرض کے لیے آپنے کیا کیا' اور اس کے لیے کہاں جائیں ؟

یاد رکھو کہ آج تمھاری قوم کو ایک اعلی ترین فرصت دی گئی ہے - ایسی فرصت جس کی نظیر تاریخ اقوام و ملل میں زیادہ نہیں مل سکتی - تم اللہ کے طرف سے اس کے ذمہ دار ہو کہ اُسے ضائع نہ کرو' اور اُس سے کام لو - تم جو کہتے ہو کہ حفاظت کعبہ کے لیے روپیہ دو ! تو میرے عزیز دوستو ! کیا بہتر نہ تھا کہ تم کہتے کہ حفاظت عالم کے لیے اپنے دلوں کو اسلام کے حوالے کردو ؟ خدمت کعبہ' حفظ اسلام' جمع مال' اور اور تمام چیزیں صرف ایک دل کے مل جانے سے مل جاسکتی ہیں' پس مانگنے والوں کو صرف دل ہی مانگنا چاہیے -

تمھارے پاس آج ایک ایسی مشتعل چنگاری موجود ہے کہ قرینے سے ہوا دو تو اس سے ہزاروں آتشکدے روشن کرسکتے ہو - تم آج مسلمانوں کے اعمال میں تبدیلی کرسکتے ہو' ان کے برگشتہ سروں کو خدا کے آگے جھکا سکتے ہو' ان کا گم گشتہ اخلاق' ان کا کھویا ہوا علم' اور ان کی مفقود روح حیات اسلامی کو پھر واپس لاسکتے ہو - پس میں یہ نہیں کہتا کہ جو کرنا چاہتے ہو نہ کرو' مگر کہتا ہوں کہ

اسي ميں تمام قوتيں صرف نه کرڈالو' اور اصلي راه عمل و فلاح کو بهي تلاش کرو -

ميں جوکچهه کهه رها هوں' ممکن هے که ابهی لوگ نه سمجهيں' اور بهت ممکن هے که بهت سي جلد باز و بے خبر طبيعتيں غلط فهميوں اور شبهات و وساوس کی شکار هوں - ليکن الحمد لله که وه وقت دور نهيں ' جب لوگ سمجهيں گے ' اور جو آواز آج ميرے منه سے نکل رهي هے ' اطراف عالم اسلامي سے اس کي صدائيں آٹهيں گي - بشرطيکه همارے ليے گرکر ابهرنا ابهي باقي هے ' اور بشرطيکه اٹهانے والے کا هاتهه بڑهچکا هے ! والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم -

تاسيس يا تجديد ؟

جس شے کو ميں مسلمانوں کا فراموش کرده مقصد حيات سمجهتا هوں ' اور جس بهولي هوئي بات کو از سر نو ياد دلادينے کے ليے بے قرار هوں ' مجهے الزام نه ديجيے اگر ميں اسے بار بار دهراؤں - ليکن ميں ايک حد تک دهرا چکا اور زندگي رهي تو هزاروں مرتبه دهراؤنگا - ليکن اب ختم مقاله سے پہلے چاهتا هوں که ايک دقيق مگر اصل اصول کي طرف اشاره کردوں - اس وقت سرسري اشارے پر قناعت کرونگا ' مگر آينده بصورت مستقل اسکي تفصيل ضروري -

منجمله ان عظيم ترين اختلافات کے ' جو مجهه ميں اور کارفرمايان عمل ميں هے ' ايک اصولي اختلاف يه هے که وه آج جب کبهي کسي کام کے ليے اٹهتے هيں تو چاهتے هيں که راه " تاسيس " اختيار کريں ' اور ميں الله کي بخشي هوئي بصيرت کي بنا پر مسلمانوں کے ليے ان کے اعمال ملي ميں سے کسي شاخ کے ليے بهي " تاسيس " کي ضرورت نهيں سمجهتا ' بلکه صرف " تجديد " کي - اور اس بارے ميں الحمد لله ' اس درجه متعصب و متقشف هوں که ايک لمحه کے ليے بهي اپني راے ميں متزلزل نهيں هوسکتا -

" تاسيس " کے معني هيں کسي کام کي از سرنو بنياد رکهني ' اور " تجديد " کهتے هيں کسي پيشتر سے موجود شے کو دوباره زنده کرنے ' اور اس کي گم گشته رونق و حيات کے واپس لانے کو -

کسي زمين پر ايک نئي عمارت کي بنياد رکهيے تو يه " تاسيس " هے ' ليکن اگر ايک عمده عمارت پيشتر سے موجود هے ' اور امتداد زمانه و غفلت نگراني کي وجه سے ويران هوگئي هے - آپ اسکي شکست و ريخت کرديں ' اور جو اينٹ جس جگه سے نکل گئي هے ' پهر وهيں جماديں ' تو يه " تجديد " هوگي -

ميرا عقيده هے که آج حيات ملت و حصول عظمت ملي کے ليے مسلمانوں کو اپنے اعمال کي کسي شاخ ميں بهي " تاسيس " کي ضرورت نهيں ' بلکه صرف " تجديد " کي ضرورت هے که جن اصولوں کو هم نے بهلا ديا هے ' ان کو دوباره زنده کريں ' اور جس متاع کو حاصل کرکے گم کرديا هے ' اس کے سراغ ميں پهر نکليں - همارا جيب و دامن آج کي طرح هميشه خالي نه تها - اگر آج اوروں کے پاس لعل و جواهر هيں ' تو همارے پاس بهي اس کي کانيں تهيں - آج اگر هم مفلس هيں تو دوسروں کے لعل و جواهر کو نظر حسرت و طمع سے ديکهنے کي ضرورت نهيں ' هم کو اپني گم کرده کانوں کے سراغ ميں نکلنا چاهيے ' جن کي دولت لا زوال تهي اور هميشه لازوال رهيگي -

روشني کے تم بهي متلاشي هو اور ميں بهي - اس لحاظ سے هم دونوں کا مطلوب و مقصود ايک هي هے - ليکن پهر مجهه ميں اور تم ميں اختلاف حال کا ايک سمندر حائل هے - تم دوڑتے هو' تا غيروں کے ٹمٹماتے هوے چراغوں سے اپنا چراغ روشن کرو - يا لکڑي چنتے هو' تا که انهيں جلاکر ايک نئي انگيٹهي مشتعل کرو ' ليکن ميں روتا هوں که پادشاه کے لڑکے کے ليے کسي سوداگر کي الماري پر للچائي هوئي نظر ڈالنا مناسب نهيں - ميں پوچهتا هوں که وه تمهاري شمع کيا هوئي ' جسکي روشني سے تمهارے گهر کا کونه کونه منور تها ؟ دوسروں کے هاں کيوں جاتے هو ؟ لکڑياں چن کر نئي آگ کيوں سلگانا چاهتے هو؟ اسي شمع کو کيوں روشن نهيں کرتے ؟ يه کيسي بد بختي هے که جن کے پاس کافوري شمعيں موجود هوں ' وه کسي کے جهونپڑے کے ديا کو نظر حسرت سے ديکهيں ؟

الله نور السموات والارض' مثل نوره کمشکوة فيها مصباح ' المصباح في زجاجة ' الزجاجة کانها کوکب دري يوقد من شجرة مبارکة زيتونة لا شرقية ولا غربية ' يکاد زيتها يضيء ولو لم تمسسه نار' نور على نور' يهدي الله لنوره من يشاء' ويضرب الله الامثال للناس' والله بکل شي عليم - (۲۴ : ۳۶)

" الله هي کے نور سے آسمان اور زمين کي روشني هے - اسکے نور کي مثال ايسي سمجهو' جيسے ايک طاق هے' طاق ميں ايک چراغ ' اور چراغ ايک بلور کي قنديل ميں هو' قنديل اسقدر شفاف هے ' گويا موتي کي طرح چمکتا هوا ايک درخشنده ستاره - پهر اس چراغ کي روشني ايک ايسے شجرۀ مبارکۀ زيتوني کے تيل سے هے' جو نه مغربي هے اور نه مشرقي - اسکے تيل ميں يه ايک عجيب خاصيت هے که اپنے مشتعل هونے ميں وه آگ کا محتاج نهيں - آگ اسے نه بهي چهوئے تاهم وه آپ سے آپ جل اٹهے گا - اس کے نور کا حال کيا کها جائے که وه تو نور على نور هے - اور الله کے هاتهه ميں هے که وه جس کو چاهے اپنے اس نور کی طرف هدايت بخشدے - يه چراغ کا بيان در اصل ايک مثال تهي' اور الله لوگوں کے سمجهنے کيليے مثاليں بيان کرتا هے' اور وه هر شے کی حالت سے واقف هے "

اسلام ايک آخري دين الهى تها' جس نے نه صرف احکام شريعت هي ميں ' بلکه حيات قومي کي هر شاخ ميں هم کو سب سے آخر اور سب سے بهتر اصول ديديے ' اور دنيا خواه کتني هي بدل جائے ' ليکن آزما ليا جا سکتا هے که ان اصولوں کي صداقت کو بدلنے کي ضرورت نهيں - اسکا اعلان عام تها :

اليوم اکملت لکم دينکم و اتممت عليکم نعمتي و رضيت لکم الاسلام دينا - (۵ : ۵)

آج کے دن تمهارے ليے تمهارے دين الهى کو کامل کرديا ' اپني نعمتيں تم پر تمام کرديں' اور تمهارے ليے دين اسلام کو پسند کيا که وه انسان کے فلاح کونين کے ليے کامل ترين شريعة الهيه هے -

" تکميل دين " اور " اتمام نعمت " کي اگر تشريح کروں تو دفتر کے دفتر مطلوب ' اور لوگ اتني هي تمهيد سے نالاں اور حرف مقصد کيليے بيقرار : و خلق الانسان من عجل - تکميل دين کے ليے ضروري تها که هميشه کے ليے اسکے پيرو اپني تمام اصولي ضروريات ميں مستغني اور بے پروا هوجائيں ' اور انکو کسي نئي تلاش اور نئے اصولوں کي جستجو کي ضرورت باقي نه رهے - پهر " اتمام نعمت " کا لفظ کهکر بتا ديا که جو اصول انهيں ديے گئے هيں ' وه چونکه آخري هيں ' اس ليے اعلى ترين بهي هيں' اور اب انکے پاس زر و جواهر کي کانيں مهيا هوگئي هيں ' پس انکو اوروں کے خزف ريزوں پر للچانے کي ضرورت نه رهي -

یہی سبب ہے کہ حضرۃ داعی اسلام علیہ الصلوۃ و السلام کو " خاتم النبیین " فرمایا' اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اُمۃ مرحومہ کی ہدایت کیلیے ائمۂ کرام اور مجددین عظام مامور ہوے ' مگر دروازۂ نبوت کا سد باب ہوگیا - اُن تمام احادیث صحیحہ کا تفحص کرو' جن میں مجددین اسلام کے ظہور کی اطلاع دي گئی ہے ' اور اُس حدیث مشہور کو پڑھو' جس میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو " محدث " کے لقب سے یاد فرمایا ہے - ان سب سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اُمۃ مرحومہ کی اصلاح کیلیے " تاسیس " کا اب سد باب ہے ' اور صرف " تجدید و احیاء " کا سلسلہ باز رکھا گیا ہے - (ان اللہ تعالی یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مئۃ سنۃ ' من یجدد لہا دینہا)

پس آج بھی ہم کو اپنے ہر عمل میں صرف تجدید احکام شریعت ' اور احیاء سنت سلف صالح کی ضرورت ہے - ہم کو اپنے تمام کاموں میں چاہیے کہ گذشتہ اصولوں کو زندہ کریں ' اور اپنے اعمال حسنہ کے مٹے ہوے نشانوں کو اُبھاریں - ہم کو نئے مقصدوں کی ضرورت نہیں ' ہم کو نئی صداؤں کی احتیاج نہیں ' ہم کو آگے نہیں بڑھنا ہے ' بلکہ پیچھے ہٹنا ہے - ہمارے سامنے صاحب خلق عظیم کا اُسوۂ حسنہ موجود ہے - ہم اہل بیت نبوۃ مطہرہ اور صحابۂ کرام کے اعمال کو دیکھہ سکتے ہیں ' ہمارے پاس سلف صالح کے اعمال کي سراغ رسانی کے وسائل موجود ہیں - ہمارے پاس قران حکیم اپنی ہیئۃ وحقیقۃ اولی میں موجود ہے ' جبکہ اس کی آیتیں بطحا و یثرب کے ریگستانوں میں اسرار الہی سے پردے اٹھا رہی تھیں ' اور دنیا کو انسانیۃ اعلی کے اصولوں کا سبق دے رہی تھیں - پھر کیا ہے کہ ہم نئے مقصدوں کے متلاشی ہوں ؟ اور کیوں نئے اصولوں کی دعوت کی طرف ہمیں بلایا جاے ؟ نئے ولولوں اور نئے تماشوں کا بھی ہم نے تجربہ کرلیا - اب ہم اُکتا گئے ہیں ' اور اور زیادہ تجربے کی ہم میں سکت نہیں - ہمیں چھوڑ دو' تاکہ اپنی قدیمی وحشت کی ایک ادنے ادا ' تمہاري نئی دلفریبیوں کو قربان کرڈالیں :

من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاھد !
تو و قطع منازلہا ' من و یک لغزش پاے

تشریح مزید

مثلاً آج کتنے ہیں جو یورپ کے جماعتي اصول کار کي تقلید میں صرف انجمنوں کے قائم کرنے ' کانفرنسوں کی تحریک کرنے ' اور انکے لنبے لنبے اصول و قواعد کے نظام لکھنے میں بڑي بڑي دواتوں کو سیاھي سے خالي کر دیتے ہیں ' لیکن کسي ایک شخص کو بھی یاد آتا ہے کہ خود ہمارے پاس جو قدرتی اجتماع کا سامان موجود ہے ' سب سے پہلے ' اُسي کو زندہ کریں ؟ ہم اگر مسلمان ہوں تو ہمارے لیے دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہونا ضروري ہے - مسجد ھي ہمارے لیے سب کچھہ تھي - اس کا صحن ہمارا پارلیمنٹ ہاوس تھا ' اسي کے محرابوں کے نیچے ہماري کانفرنسیں منعقد ہوتی تھیں - یورپ کی کانفرنسیں سال میں ایک مرتبہ یا دو بار ہوتی ہیں ' مگر ہماري کانفرنس کا اجلاس ہر آٹھویں دن جمعہ کا یوم عید تھا - اوروں کو انجمنیں قائم کرني چاهئیں - اور انکے عہدہ داروں کی تلاش میں اپنے رہنماؤں کی منت کرنی چاہیے ' مگر ہمیں اسکي کیا ضرورت ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ ہماري ہر مسجد انجمن ہے ' اور اسکا امام انجمن کا سکریٹري - پھر کیوں نہ ہم نئے اجتماعات کی تاسیس سے پہلے اسی اجتما ع کی تجدید کریں ؟

اسی طرح ہمارا سالانہ اجتماع جو وادي منا و عرفات اور جبل فاران کي گھاٹیوں میں منعقد ہوتا ہے ' جو اُس ظہور کو یاد دلاتا ہے ' جبکہ خداوند سعیر اسکی چوٹیوں پر سے ایک ہاتھہ میں اعلان ہدایت کی کتاب ' اور ایک ہاتھہ میں قیام عدل کی تلوار لیکر چمکا تھا ' کیا ہمارے لیے ایک تمام عالم کا بین الملی اجتماع اعظم نہیں ہے ؟ پھر ہمیں تجدید کی ضرورت ہے یا تاسیس کی ؟

یہ تو ایک مثال تھی - اسی طرح اپنے اعمال کی ہر شاخ کو دیکھو -

با قاعدہ انجمنیں

آج ہمیں انجمنوں اور با قاعدہ جماعتوں سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا - ہمارے قدیمی دعوۃ و تبلیغ کے سلسلے کو زندہ ہونا چاہیے ' جبکہ ہر مسلمان کا وجود ایک انجمن تھا ' اور ہر آواز اپنے اندر ایک مشن رکھتی تھی - جبکہ اسلام وادي حجاز میں ظاہر ہوا ' اور چین و ہند اور جاوا و سماٹرا میں اسکے پرستار پیدا ہوے تو کونسی انجمن تھی ' اور کون اسکا پریسیڈنٹ اور سکریٹري تھا ؟ یہ کیا تھا کہ ایک عرب تاجر تجارت کا مال لیکر سماٹرا میں جاتا ہے ' اور ایک پورے مشن کا کام انجام دیتا ہے ؟

ہم کو بدستور اپنے کاموں میں سرگرم رہنا چاہیے ہم اگر تاجر ہیں تو تجارت کرینگے ' اگر معلم ہیں تو درس دینگے - لیکن جب پانچ وقت مسجدوں میں جمع ہونگے تو ہماري انجمن منعقد ہوگی ' اور سرگرم تقریروں کی جگہ ہمارے اندر سے آتش الہی کی چنگاریاں نکلکر ایک دوسرے کے دلوں سے ٹکرائیں گی -

ہم کو ہمیشہ اپنے کاموں کیلیے روپیہ کي تلاش ہوتي ہے ' اور اسکے ایسے فنڈ قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں ' یہ بھي وھي راہ " تاسیس " ہے - حالانکہ فریضۂ زکواۃ کا ایک قدیمي حکم ہمارے پاس موجود ہے ' اگر تاسیس کو چھوڑ کر تجدید کریں ' تو ہمارے پاس کروڑوں روپے کا ایک بیت المال ہر وقت موجود رہے -

بڑي بد نصیبي یہ ہے کہ ہم جب کبھی کسی کام کے لیے اُٹھتے ہیں تو ہمارا منتہاء فکر اُس سطح سے بلند نہیں ہوتا جو برسوں سے ہمارے سامنے ہے - وھی عام انجمنوں کے قواعد ' وہی ان کے نظام ' وہی ان کے عہدہ داروں کی کشمکش کی رسم عام جو ہر شخص کے سامنے موجود ہے ' سامنے آجاتی ہے ' اور کبھی کوشش نہیں کرتے کہ رسم عام سے الگ ہوکر اپنی کوئی راہ پیدا کریں ' مرحوم (نظیری) کو اپنے زمانے کی شکایت تھی :

خلاف رسم دریں عہد فرق عادت داں
کہ کارہاے چنیں از شمار بوالعجبی ست !

اصل راز اسمیں یہ مضمر ہے کہ اس طریق کو اختیار کرے تو کون کرے ؟ آجکل بالعموم جو لوگ ارباب عمل و موسسین دعوۃ ہیں ' اگر وہ احیاء و تجدید اعمال اسلامیہ کیلیے اُٹھیں تو پہلی مصیبت اُنہیں یہ پیش آئے کہ خود اپنے آپ کو اُس دعوت کا مخاطب بنانا پڑے ' اور بھلا اس دور تمدن و تہذیب میں اس وحشت و ہمجیت کے لیے کون طیار ہوسکتا ہے ؟

خلاصۂ مباحث گذشتہ

اب بہتر ہوگا کہ "حزب اللہ" کے مقاصد اور طریق عمل کو پیش کرنے سے پہلے دفعہ وار اپنے خیالات کو بطور خلاصۂ بحث کے پیش کردوں ' تاکہ بیک نظر سامنے آجائیں ' اور ارباب فکر کو غلط فہمیوں سے دو چار نہ ہونا پڑے :

(۱) مسلمانوں کے مساعی و مجاہدات کا نصب العین حفظ کعبہ نہیں بلکہ حفظ عالم ہے' اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ وہ اپنے اعمال و افعال میں ایک آخری تبدیلی کرکے' احکام الہی پر عمل پیرا ہوکے ' اپنے قلوب و نفوس کا تزکیہ کرکے ' اپنے وجود کو اللہ اور اس کے دین مبین کے حوالے کر کے ' اپنے تئیں اسوۂ حسنۂ ابراهیمی و محمدي (علیہما السلام) کا پیرو بنالیں ' امر بالمعروف ' نہی عن المنکر ' دعوۃ الی الحق ' قیام صلوۃ ' ایتاء زکواۃ ' اور جمیع

مقاصد حقیقیۂ اسلامیہ کی تجدید کریں ' اور اس طرح پھر اپنے تئیں اس فرمان الہی کا مستحق بنادیں کہ " الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ ' و اتوا الزکوۃ ' و امروا بالمعروف ' ونہوا عن المنکر - اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر زمین کی وراثت اور دین الہی کی فتح قطعی ہے ' کیونکہ انکی گذشتہ عظمت و فتح یابی انہیں اعمال پر مشروط تھی : وکان وعداً مفعولا -

(۲) پس محض روپیہ کا جمع کرنا ' اور خدمت کعبہ کے نام سے کسي انجمن کا قائم ہونا گو مفید ہے ' لیکن چونکہ محض اس سے مسلمانوں کے اندر کوئي انقلاب و تبدیلي پیدا نہیں ہوسکتي ' اور خدمت کعبہ کوئي اصل نصب العین نہیں ' اسلیے وہ کافي نہیں -

(۳) انجمن خدام کعبہ اگر مقاصد بالا کو اپنے اندر شامل بھي کرنا چاہے تو نہیں کرسکتي - اسکے دو سبب ہیں :

(الف) انجمن کا مقصد اصلي کسي اسلامي خدمت کے لیے روپیہ جمع کرنا ہے' اور روپیہ جب ہي جمع ہوسکتا ہے ' جبکہ ایک بہت بڑي اور وسیع جماعت اسمیں شامل ہو - پس اگر انجمن کے شرائط ممبري میں کوئي قید سخت پابندي احکام اسلامي یا انقلاب زندگي کي ہوئي ' تو ظاہر ہے کہ بہت تھوڑے لوگ اس میں پورے اتر سکیں گے' اور ایسا ہونا لازمي و ناگزیر - اور پھر ایسي حالت میں اس کا مقصد عظیمہ فوت ہوجائیگا -

(ب) مسلمانوں کے اندر تبدیلي پیدا کرنے اور ان کے اندر مجاہدانہ و جانفروشانہ ولولۂ اسلامي کي تجدید کے لیے محض کسي انجمن کا قیام اور صداؤں کا بلند کرنا بیکار ہے ' جب تک ایک جماعت اپنا عملي نمونہ پیش نہ کرے ' اور ایک اجتماعي اضطراب عمل ' اور شعلہ افروزانہ جوش کار ' دنیا نہ دیکھے ' اور بوجوہ و اسباب معلومہ انجمن خدام کعبہ میں یہ ممکن نہیں - اور اسکي تشریح غیر ضروري -

(۴) پس انجمن خدام کعبہ کو قائم ہونا چاہیے ' اور پورے زور اور قوت کے ساتھہ کہ اس طرح ایک قوت روپیہ فراہم کرنے والي اور خدمت حرمین الشریفین کا ولولہ تازہ کرنے والي بہم ہوجائیگی ' لیکن خدمت کعبہ کو اصلي مقصود و نصب العین کہکر قوم کي ہمتوں کو پست نہیں کرنا چاہیے ' اور اسلام کے مقررہ اور اعلان کردہ نصب العین حقیقي کو صدمہ پہنچانا نہیں چاہیے - اور یہ بصراحت کہنا چاہیے کہ اصل شے اعمال میں تبدیلي اور اپني قوتوں کو وقف جہاد فی سبیل اللہ کرنا ہے -

(٥) جب یہ مراتب سامنے آگئے ' تو ان سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اصل کار ابھی باقي ' اور منزل مقصود کا نشان بدستور ناپید ہے -

(٦) اس کے لیے ضرورت ہے ایک ایسی جماعت کي ' جو مقاصد مذکورۂ بالا کو اپنا مقصد عمل بنالے - اور ہم سب کو انتہاء سعی کرني چاہیے کہ اللہ تعالے ہمیں اس کي توفیق دے - جماعت " حزب اللہ " سے مقصود صرف یہی ہے - اور انشاء اللہ العزیز کسي آیندہ نمبر میں اسکے تمام اغراض کی تشریح آپ ملاحظہ فرما لیں گے -

مذاکرۂ علمیہ

فلسفۂ حیات و ممات

اثر: مسٹر مسعود احمد عباسي

(۱)

تمہید

مادہ

آپ کے سامنے ہزارہا چیزیں ہیں - شکلیں بھي ان کي مختلف ہیں اور رنگ بھي ان کے مختلف - کوئي زہر ہے تو کوئي تریاق - غور کیجیے ' ان میں کونسي بات مشترک ہے ؟

غور کرنے والے کہینگے کہ وزن میں اگرچہ کوئي شے ہلکي اور بھاري ہے لیکن وزن سے خالي کوئي نہیں -

مگر ہم کو روزانہ روشني اور تاریکي ' گرمي اور سردي سے واسطہ پڑتا ہے - کیا ان میں بھي وزن ہے ؟ کیا روشني میں کسي شے کا وزن اور ہوتا ہے اور تاریکي میں اور ؟ کیا حرارت پاکر کسي چیز کا وزن سردي کي حالت سے بڑھہ یا گھٹ جاتا ہے ؟

ان سب سوالوں کا جواب ہمکو نفي میں ملتا ہے ' اور ہم وزن دار اشیاء کو مادي اور بے وزن اشیاء کو غیر مادي کہتے ہیں - لہذا ہر وہ چیز جس میں وزن ہے ' مادہ ہے -

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزن خود کیا شے ہے ؟ حقیقۃً یہ کوئي چیز نہیں ' بلکہ جس طرح اسکولوں کي رسہ کشي میں ایک جماعت دوسري جماعت کے مقابلہ میں زور کرتي ہے اور اسوقت ہر فرد کو قوۃ کشش کا احساس ہوتا ہے ' ٹھیک اسي طرح ہمکو کسي شے کے اٹھاتے ہوے ایسي ہي کسي قوۃ کا احساس ہوتا ہے - یہاں ایک جماعت کي بجاے زمین ہے اور دوسري جماعت کي جگہ ہم خود - رسے کي جگہ وہ شے ہے جسکو ہم اٹھاتے ہیں اور وزن ایک کشش ہے ' جو زمین کي کشش کے خلاف عمل کرنے سے ' ہمکو محسوس ہوتي ہے -

مادہ کے اقسام

تجارب اور مشاہدات بتاتے ہیں کہ موجودات عالم کے دو درجے یعني نباتات اور حیوانات ' تغذیہ اور تنمیہ کے لیے ایک اندروني نظام رکھتے ہیں ' اور جب تک یہ نظام قائم رہتا ہے ' انکي سرسبزي اور شادابي بھي قائم رہتی ہے - کسی درخت کي چھال کے نیچے کا حصہ ' جسکے ذریعہ پیے ہوے عروق واپس ہوتے ہیں ' کاٹ ڈالیے اور پھر دیکھیے کہ ساري شادابي کسقدر جلد غائب ہو جاتي ہے ؟

کیا پتھر کو دور کردینے کے بعد بھي آپ چمک دمک میں کوئي تبدیلي دکھا سکتے ہیں ؟ نہیں کبھي نہیں - یہیں ہمکو دو قسم کے مادوں کا پتہ چلتا ہے - ایک ذي حیات ' دوسرا غیر ذي حیات -

ذي حیات مادہ وہ ہے ' جو پرورش کے لیے کوئي اندروني نظام رکھتا ہے ' اور غیر ذي حیات وہ ہے ' جو ایسا کوئي نظام نہیں

رکھتا بلکہ بمرور زمانہ اور بہ اسباب متوارث قد و قامت میں بیرونی زیادات سے بڑھتا رہتا ہے -

اسقدر تمہید کے بعد ہم اصل مضمون پر نظر ڈالتے ہیں :

حیات کی تعریف

یہ زندہ ہے یا مردہ ؟

یہ وہ سوال ہے جو ہم کسی چیز کو زمین پر پڑا دیکھکر اپنے ساتھی سے کرتے ہیں - اس سوال کے ساتھہ جو فعل ہم سے سرزد ہوتا ہے ' وہ اوس چیز کا ہلانا ہوتا ہے ' اور جب ہم اوسکے اعضاء میں کوئی حرکت نہیں پاتے تو فوراً اُسے مردہ کہہ اوٹھتے ہیں -

یہ خیال عوام پر اسقدر حاوی ہے کہ وہ حیات اور حرکت کو لازم و ملزوم تصور کرتے ہیں -

لیکن غائر نظر کے بعد ہمکو اسکی غلطی صاف معلوم ہو جاتی ہے - اگر حرکت ہی حیات کی پہچان ہے ' تو پھر دریا میں بھی حباب ہے ' کیونکہ اوس میں بھی حرکت نمایاں ہے - ہوا میں بھی حیات ہے کیونکہ اوسکی حرکت کا احساس ہمکو ہر گھڑی اور ہر لمحہ ہوتا ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ حرکت کوئی معیار حیات نہیں ہوسکتی - ہم کو تو ایسی تعریف چاہیے ' جو حوادث عالم کے ہر طبقۂ اجسام ذی حیات پر جامع و حاوی ہو -

انسان چونکہ درجے میں سب سے بلند ہے ' اسلیے ہم حیات کی تعریف اون حالات کو دیکھتے ہوے تلاش کرتے ہیں جو اوسی سے متعلق ہیں - یہ تعریف تمام دوسرے درجات پر بھی جامع ہوگی - انسان میں عقل اور جسم ' دو متغائر چیزیں پائی جاتی ہیں ' اور ہم انہی سے حیات کی تعریف بناتے ہیں - عقل کی جان استدلال ہے ' اور جسم کی نشوونما ' اور یہی وہ چیزیں ہیں ' جن میں ہم حیات کی تعریف تلاش کرتے ہوے روانہ ہوتے ہیں -

اس سفر میں پہلی بات جو ہم ان دونوں پر صادق پاتے ہیں ' وہ یہ ہے کہ دونوں تغیرات کے طریقے ہیں - بغیر تغیر کے غذا خون نہیں بن سکتی ' اور نہ خون ریشہ اسی طرح بغیر تغیر کے کسی خیال سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا - غذا سے خون بننا اور خون سے ریشہ کی تولید ' یہ تو ایک صاف بات ہے ' لیکن کسی نتیجہ کے لیے خیالات میں تغیرات کا ہونا اولاً کسیقدر عجیب سا معلوم ہوتا ہے ' مگر ہم مثال میں اسکو واضح کردیتے ہیں -

آپکے سامنے ایک شے پڑی ہے - آپکو اوسکی ماہیت اور خواص معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے ' آپ اوسکو وزن کرتے ہیں ' اسکی سختی نرمی معلوم کرتے ہیں - رنگت دیکھتے ہیں ' مزہ چکھتے ہیں ' اور اسی طرح اُسکے دوسرے خواص بھی یکے بعد دیگرے معلوم کرتے جاتے ہیں - اسطرح آپ کے پاس معلومات کا ایک ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے اور آپ اُن سے نتائج مستنبط کرتے ہیں -

ظاہر ہے کہ اگر خیالات میں تغیر واقع نہوتا رہتا تو اسقدر معلومات بھی حاصل نہوتیں - کہا جائیگا کہ ایسے تغیرات ہم غیر ذی حیات مادہ میں بھی پاتے ہیں ' جو ہمیشہ حرارت میں ' رنگ میں ' اور قد و قامت میں گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں لیکن ذرا سے غور کے بعد معلوم ہوجائیگا کہ جن تغیرات کو ہم ذی حیات مادہ سے متعلق کر رہے ہیں وہ ان تغیرات سے بالکل مختلف ہیں - ہمارے ذی حیات مادہ کے تغیرات مسلسل ہیں - غذا سے لیکر اُسکے ریشہ بننے تک جس قدر تغیرات پیش آتے ہیں ' وہ سب مسلسل ہیں - چبانا ' نگلنا ' معدہ کی رطوبت میں حل ہونا ' جگر کے عروق سے ملکر صاف ہونا ' اور پھر خون بنکر ریشہ بننا ' یہ سب ایک سلسلہ میں بندھے ہیں - یہی حال استدلال کا ہے اور ہماری اوپر کی لکھی ہوئی مثال یہاں بھی صادق آتی ہے -

مگر ذی حیات مادہ کے تغیرات صرف مسلسل ہی نہیں ہیں بلکہ سلسلہ در سلسلہ ہیں - مثلاً معدہ دوران ہضم میں نگلی ہوئی غذا کے ساتھہ مصروف کار ہے ' یعنی رطوبت پیدا ہو رہی ہے ' اور غذا اوسمیں حل ہوتی جاتی ہے - یہاں معدہ تو اپنے کام میں مصروف ہے ' اور وہاں امعا اپنے کام میں - یہاں غذا ہضم ہو رہی ہے ' وہاں پہلی ہضم شدہ غذا خون بنکر ریشوں میں تبدیل ہورہی ہے - غرضکہ صرف ایک ہی سلسلہ نہیں چل رہا ' بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں -

یہی حال استدلال حالت کا ہے - صرف ایک ہی سلسلۂ خیالات نہیں ہے بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں - اسکی ادنیٰ مثال کتب بینی میں ملتی ہے - کتاب پڑھ رہے ہیں ' اور مطلب سمجھتے جارہے ہیں - بحث کی برائی بھلائی بھی خیال میں آرہی ہے ' اور اسکے متعلق دوسرے مصنفین کی رایوں کا بھی لحاظ ہو رہا ہے - گویا کئی سلسلے ایک ساتھہ جاری ہیں - پڑھنا ' مطلب کا سمجھنا ' تنقید کرنا ' دوسرے مصنفین کی رایوں کا موقع بموقع لحاظ رکھنا وغیرہ وغیرہ -

اُنہی دونوں پیش نظر امور پر زیادہ غور کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تغیرات نہ تو مکرر ہوتے ہیں ' اور نہ یکساں ' بلکہ نہایت مختلف ' اور بلا لحاظ تقدم اور تاخر - اپنے ہی نفس کی حالت دوران غور و خوض و استدلال میں دیکھیے ' کیا ہوتی ہے ؟ بار بار ایک ہی سی حالت محسوس نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت نئی - مجھکو یاد نہیں کہ ایک مرتبہ بھی کبھی کیفیت حس نفس ' ایک ہی بات پر ' مختلف اوقات میں غور کرتے ہوے مکرر یا یکساں رہی ہو - لیکن غیر ذی حیات اشیاء میں جسقدر بھی افعال واقع ہوتے ہیں ' وہ یکساں اور مکرر ہوتے ہیں - طبعی ' کیمیاوی ' کہربائی ' مقناطیسی ' دخانی وغیرہ بے شمار افعال اوسی ایک ہی حالت اور کیفیت کے ہمیشہ صادر ہوتے ہیں ' جو انکو آپسمیں متمیز کرتی ہے -

یہیں ہم کو ذی حیات اور غیر ذی حیات اشیاء میں ایک نمایاں فرق ملتا ہے - یہ فرق اوسوقت اور بھی نمایاں ہوجاتا ہے جب ہم مختلف تغیرات کو باہم متصل دیکھتے ہیں ' یہ تغیرات گو کیسے ہی مختلف ہوں ' مگر ایک دوسرے کے ساتھہ کچھہ اسطرح بندھے ہوے ہیں کہ ایک کے روکدینے سے دوسرے بہت سے رک جاتے ہیں - مثلاً سانس لینا روکدیا جاے تو دوران خون مع اپنے بہت سے ہمرکاب افعال کے بند ہوجاتا ہے - رنج و غم اور جوش و اشتیاق کا غلبہ ' بھوک پیاس کسطرح دور کردیتا ہے ؟ دماغ دل ' گردہ ' سب پر انکا اثر پڑتا ہے - حافظہ پر زور ڈالیے معاً آپ کو بہت سے واقعات یاد آجائینگے -

اسطرح حیات سلسلہ در سلسلہ لیکن مختلف تغیرات کے ایک مجموعہ کا نام ہے -

توضیح مزید

لیکن یہ تعریف بھی جامع نہوگی جب تک ہم ان تغیرات کی کوئی حد نہ مقرر کر دیں - ہمکو بہت نہیں تو کچھہ ایسے سلسلہ ہاے تغیرات ملینگے جو مختلف بھی ہیں اور سلسلہ در سلسلہ بھی - مثلاً برف کا پہاڑ جو ایسے تمام تغیرات کا اظہار

کرتا ہے - یعني تغیر آب و ہوا سے ہمیشہ بڑھتا گھٹتا بھي رہتا ہے - نقل وحرکت بھي کرتا ہے - پاني کي دھار بھي جاري کرتا ہے - حرارت کي کمي بیشي کا اظہار بھي کرتا ہے - گویا ذي حیات اشیاء کي طرح بڑھنا ' گھٹنا ' تغیرات مزاج ' تغیرات رفتار ' تغیرات اخراج ' وغیرہ وغیرہ سلسلہ ہاے مختلفہ کا اظہار کرتا رہتا ہے - باایں ہمہ یہ بالکل ممکن ہے کہ سالہا سال کے لیے یہ تمام سلسلے بہ تغیر آب و ہوا بند کر دیے جائیں ' لیکن پھر بھی سلسلوں کے پھر کبھی ظاہر ہوجانے کی قابلیت میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہو - یا اسکے برخلاف یہ سلسلے اپنی حالت اور کیفیت میں بجنسہ جاري رہیں' اور بڑھنا بالکل بند ہوکر پہاڑ کو معدوم کردے -

یہاں جو فرق ہم ذي حیات اور غیر ذي حیات میں پاتے ہیں ' وہ یہ ہے کہ غیر ذي حیات اشیاء میں یہ تغیرات غیر محدود اور بے پایاں ہیں ' مگر ذي حیات میں محدود - یہ ایک عظیم الاثر فرق ہے جو ذي حیات اور غیر ذي حیات اشیاء میں پایا جاتا ہے ' اور اب ہم حیات کي تعریف اسطرح کرتے ہیں کہ یہ " سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف تغیرات کے ایک محدود مجموعہ کا نام ہے " -

لفظ " ایک " یہاں غیر موزوں ہے ' کیونکہ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ کوئي مجموعہ ایسا اور بھي ہوسکتا ہے ' جو ذي حیات مجموعے کے علاوہ ہے ' لہذا ہم اسکو بھي ترک کردیتے ہیں ' اور اب حیات کي تعریف یوں کرتے ہیں کہ " یہ سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف تغیرات کے مخصوص اور محدود مجموعہ کا نام ہے " -

ایک اور مرحلہ ابھي باقي ہے

ہم نے حیات کي تعریف ڈھونڈنے میں صرف اندروني تغیرات کا لحاظ رکھا ہے' اور اسلیے یہ ابھي ناقص ہے' کیونکہ جبتک بیروني تغیرات کا انطباق اندروني تغیرات پر نہ کیا جاے ' حیات قائم نہیں رہ سکتي -

اسکي ہزاروں مثالیں ہمارے روزمرہ کے تجارب میں ملتي ہیں - مچھلي کو پاني سے علحدہ کردیجیے ' اور پھر دیکھیے کہ صرف بیروني تغیرات کے بدل دینے کي وجہ سے اسکا اندروني نظام کسقدر جلد بگڑ جاتا ہے ؟

ہوا میں سمیت پیدا کردیجیے' پھر دیکھیے کہ ہر شخص پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ ہمارے بدقسمت ملک میں جہاں ابھي تک آب و ہوا کي صفائي کا کچھہ لحاظ نہیں رکھا جاتا ' لاکھوں جانیں بدنصیب باشندوں کي ہر سال موت کے گھاٹ اوتر جاتي ہیں - صرف پاني کي خرابي سے دس لاکھہ انسان سالانہ نشانۂ اجل بنتے ہیں ! اسي سے ہوا کي خرابي کے نتائج کا قیاس ہو سکتا ہے -

یہ ضروري نہیں کہ آب و ہوا کا اثر فوراً ہي محسوس ہو - اکثر ایک پوري نسل کا زمانہ بھي اسکے لیے کم ہوتا ہے - موجودہ نسل کے قواے ذہني ' دماغي ' اور جسمي صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایسے ہي بیروني مضر تغیرات کا شکار ہیں - بیروني تغیرات میں آب و ہوا ہي شامل نہیں ہے' بلکہ قلت وکثرت غذا ' اور کمي و بیشي باشندگان بھي موثر ہیں -

لہذا اس مرحلۂ نظر کے طے کرنے کے بعد ہماري حیات کي تعریف یہ ہوتي ہے کہ " وہ سلسلہ در سلسلہ ' لیکن مختلف تغیرات کا مخصوص اور محدود مجموعہ ' بشرط انطباق تغیرات بیروني ہے " زیادہ وضاحت اور اختصار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ " اندروني نظام کے بیروني نظام پر پیہم انطباق کا نام حیات ہے " یہاں نظام سے مراد وہ مجموعۂ تغیرات ہے ' جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں -

ممـــات

ممــات کیا ہے ؟

یہي ' اندروني نظام کا بگڑ جانا - عمارت شروع کرنے سے پیشتر اینٹ اور گارا ' تختے اور کڑیاں ' جمع کیجاتي ہیں ' اور کام شروع کیا جاتا ہے -

یہ کام کیا ہے ؟ انہي مختلف چیزونکا مناسب اور موزوں طریقہ پر لگا دینا -

مکان طیار ہو جاتا ہے - جو دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے - ہر چیز خوشنما ہے کسي قسم کا عیب نہیں ' اور اسکا توکسیکو گمان بھي نہیں ہوتا کہ زمانے کا ہاتھہ یا اوسکے حوادث اسکو کیسا بد شکل اور بالاخر مسمار کردینگے -

کون جانتا تھا اور کسکے شان گمان میں تھا کہ اسپین کا الحمراء ' وہ الحمراء ' جسمیں فرماں رواے غرناطہ جیسا باجبروت و شان و شوکت بادشاہ تخت نشیں تھا - وہ الحمراء ' جسکي مینا کاریاں اور گل بوٹے عجائبات روزگار میں سے شمار ہوتے ہیں' زمانے کے ہاتھوں اسقدر بدہیئت اور یہاں تک خراب و خستہ ہوجائیگا !

ہمارا نو تعمیر مکان بھي بالاخر یہي دن دیکھتا ہے - آج ایک کڑي گري اور کل دوسري - آج وہ کونہ گر گیا اور کل دالان بیٹھہ گیا - مٹی الگ اور اینٹیں الگ ' دروازہ اور کڑیاں دیمک کی نذر - ملبہ کا ایک ڈھیر پڑا ہے - راہ گیر دیکھتے چلے جاتے ہیں - کسي کو گمان بھي نہیں ہوتا کہ کبھي یہاں ایک سربفلک محل موجود تھا !!

اب صفائي شروع ہوتي ہے' اور ملبہ کو نیلام پر اوٹھا دیا جاتا ہے - دوسرے لوگ لیجاتے ہیں اور اپني ضرورتوں میں لگا دیتے ہیں - لیکن زمانہ اپني چکي میں ان مکانات کو بھي پیس ڈالتا ہے اور یہ سلسلہ ایسا ہي جاري رہتا ہے -

یہي حال حیات وممات کا بھي ہے - مکان کا بننا ' اور حوادث کے مقابلہ میں اپنے وجود کو قائم رکھنا ' " حیات " ہے ' اور اوسکا گر جانا ' " ممات " - لہذا ہمکو ممات کي تعریف تلاش کرنیکي ضرورة نہیں' حیات کي تعریف ہي میں وہ بھي مضمر ہے -

اب ہم ذي حیات اجسام پر ایک نظر اسلیے ڈالتے ہیں تاکہ وہ راز معلوم کریں ' جو اونکے نظام کي ترتیب اور انتشار کا باعث ہے -

افشـــاء راز !

ذي حیات اجسام پر غور کیجیے - دیکھیے ' یہ نمودار ہونے کے بعد کسطرح پھلتے پھولتے ہیں ؟ نباتات میں سے ایک درخت لے لیجیے اور حیوانات میں سے ایک جانور ' اور پھر کہیے کہ کیا ان میں سے ہر ایک کو غذا کي ضرورت نہیں ؟ - کیا غذا کا زیادہ جز انکے جسم کو نہیں لگجاتا ؟ اور کیا انکو بہت سے حوادث کا مقابلہ نہیں کرنا پڑتا ؟

یہي تین باتیں ہیں جو ہم تمام نباتات اور حیوانات پر صادق پاتے ہیں ' اور انکو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں :

(۱) حصول قوۃ - (۲) تنظیم قوۃ - (۳) صرف قوۃ -

(۱) : حصول قوۃ

یہ بہت کھلي ہوئي بات ہے - کچھہ دنوں کھانا کم کھائیے - پھر دیکھیے کیا حالت ہوتي ہے ؟ نہ بات کرنے کو جي چاہیگا' اور نہ بولنے کي جرأت ہوگي - جسم میں طاقت بھي نہ رہیگي اور ایک قدم بھی نہ چلا جائیگا - یہ صرف آپ ہي پر صادق نہیں آتا بلکہ تمام حیوانات اور نباتات کا یہي حال ہے -

شئون عثمانیہ

موتمر مالی

تاوان جنگ

قارئین کرام کو یاد ہوگا مؤتمر السلم (پیس کانفرنس) میں طے ہوا تھا کہ تاوان جنگ کے مسئلہ پر اس موتمر مالی میں غور کیا جائیگا' جو دیون عثمانیہ کے لیے پیرس میں منعقد ہوگی - حلفاء بلقان کو اس موتمر میں شرکت اور نہ صرف شرکت بلکہ بولنے کا حق بھی دیا گیا تھا -

اس مسئلہ میں نفس استحقاق کے علاوہ ایک اہم نقطہ بحث یہ بھی ہے کہ کہاں سے دیا جائے ؟ حلفاء اسکے متعلق دو تجویزیں پیش کرتے ہیں - ایک یہ کہ یہ رقم چنگی کے اس تین فیصدی اضافے سے ادا کیجائے جو دول نے اصلاح مقدونیہ کے لیے منظور کیا تھا - دوسرے یہ کہ اس ضرورت سے سلطنت عثمانیہ ۱۶۰ ملین پونڈ قرض کرائے' اور اس قرض کی ضمانت میں یہ اضافہ مکفول کردیا جائے - مجوزہ موتمر مالی کے جلسے پیرس میں ہو رہے ہیں - ۲۵ - جون کے جلسے میں جبل اسود کے وکیل نے تاوان جنگ پر ایک تحریر پڑھی' اس تحریر میں ان ضروریات پر بہت زور دیا گیا تھا جنکی وجہ سے (عدم استحقاق کی صورت میں بھی !) حلفاء کے لیے تاوان جنگ کا ملنا از بس ضروری ہے -

تحریر کی تلاوت جب ختم ہوچکی تو عثمانی وکلا نے نہایت سختی کے ساتھ اعتراضات کیے -

جبل اسود کے وکیل نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ موتمر السفراء میں تاوان جنگ سے اصولاً اتفاق کیا جا چکا ہے -

یہ غلط بیانی غالباً اعضاء موتمر کو مرعوب کرنے کے لیے کی گئی تھی' اور اگر نامہ نگار نوی پریس کا قیاس غلط نہیں تو دوسری تجویزوں کی طرح اتحاد مثلث کی وزارتہاے خارجیہ کی سازش کا نتیجہ تھی - بہر حال ہوا یہ کہ اس روایت پر اتحاد مثلث کے تمام وکلا مہر بلب رہے' لیکن التلاف مثلث کے سرخیل یعنی جرمنی کے وکیل نے نہایت شد و مد سے تکذیب کی - اس نے کہا کہ میں بوثوق کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم جرمنی حکومت نیز کسی جرمن وکیل نے کبھی بھی تاوان جنگ کی تجویز سے اتفاق نہیں کیا -

حلفاء بلقان کو اگر تاوان جنگ دلایا گیا تو اس سے دولت عثمانیہ کی حالت بد سے بدتر ہو جائیگی' اور پھر اس صورت میں ان ضمانتوں کے دینے کے قابل نہ رہیگی جو بغداد ریلوے کے واسطے اس سے طلب کی جا رہی ہیں - اس سے قطع نظر دولت عثمانیہ میں حلفاء بلقان اور نتیجہ روس کی مداخلت بڑھ جائیگی -

یہ اسباب ہیں جنکی بناء پر جرمنی اور نہ صرف جرمنی بلکہ آسٹریا اور اٹلی کو بھی تاوان جنگ سے اختلاف ہے -

روس کو قدرتاً حامی ہونا چاہیے' فرانس کہ فنا فی مرضات الروس ہے ضرور روس کے ہم آہنگ ہوگا -

معاہدہ کویت سے قبل انگلستان کی پالیسی پر ایک حجاب کثیف پڑا ہوا تھا' مگر حلقات سیاسیہ کے آراء و قیاسات سخت متضارب و متعارض تھے -

بعض اہل الرائے کو امید تھی کہ کم از کم اس موقع پر انگلستان عثمانیوں کی ضرور ہی پاسداری کریگا - نہ صرف اسلیے کہ اس سے اسکی وفاداری کے دعاوی کے و مبلغین کو ایک موقع تازہ حاصل ہوگا' بلکہ اسلیے بھی کہ ابھی کویت پر انگلستان کے حقوق کو دولت عثمانیہ نے تسلیم نہیں کیا ہے' اور چونکہ دولت عثمانیہ کے تسلیم کیے بغیر یہ حقوق یورپ کے نزدیک "قانونی" نہیں ہو سکتے اسلیے یک گونہ ترکوں کی ملاطفت و دلداری ضروری ہے' مگر دوسرے اہل نظر کی یہ رائے تھی کہ انگلستان یورپ کے دیر کی مخالفت کبھی گوارا نہ کریگا' اور تسلیم حقوق کے لیے کوئی فرنگیانہ تدبیر اختیار کریگا -

معاہدہ کویت ہو چکا ہے' اور ڈاکٹر ڈیلن نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف کی رائے دفتر خارجیہ کے اسرار و خفایا کے علم پر مبنی ہے تو اب انگلستان کے ہاتھ ترکوں کے بدلے فرانس اور روس کے ہاتھ میں ہیں ! - اخفا کا پردہ پڑا ہوا ہے جو غالباً عین وقت پر اٹھیگا -

تاوان جنگ کا مسئلہ ہنوز غیر منفصل ہے' اس عدم انفصال کے لیے سفراء کا مستحق (اگر ہو تو) جرمنی ہے' ورنہ اگر صرف انگلستان کے اتفاق پر موقوف ہوتا تو غالباً ایم - سازنوف کی ایک جنبش ابرو کب کا حسب دلخواہ فیصلہ کرچکی ہوتی -

ترک و عرب

المؤتمر العربي

ترکوں اور عربوں کی باہمی بے لطفی کے متعلق خود ترکوں نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں اُن کا ماحصل یہ ہے :

دولت عباسیہ اور دولت عباسیہ کے ساتھہ خلافت عربیہ کا چراغ اس آندھی نے گل کیا تھا' جو سنہ ۶۵۶ - میں صحراے تاتار سے اٹھی - تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے - عمل کے جواب میں رد عمل کی تیاریاں ہیں' اور اب عرب سے ایک طوفان باد بپا ہو رہا ہے - تاکہ اس خاندان تاتاری کی یادگار اور آخرین خلافت اسلامیہ یعنی دولت عثمانیہ کے شیرازہ کو برہم کر دے - لاقدر اللہ -

یہ صحیح ہے کہ لامرکزیت پس ماندہ اقوام کے لیے آب حیات ہے' مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سم قاتل بھی ہے - اسلیے پہلا سوال یہ ہے کہ اسکی طلب میں جو لوگ سرگرداں ہیں انہوں نے پہلے اسکی مقدار خوراک' طریقۂ استعمال' اثناء استعمال میں ممنوعات و محظورات اور ممد و معاون اشیاء کے متعلق بھی واقفیت بہم پہنچالی ہے ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تلوار کا ہاتھہ میں لینا جسقدر آسان ہے اتنا ہی اسکا چلانا دشوار ہے - عرب نے دبستان سیاست کی ابھی ابجد بھی ختم نہیں کی ہے -

اعلان دستور کے بعد سے جمہور عرب کے کان رموز سیاست سے ضرور آشنا ہوگئے ہیں ' مگر یقیناً آج بھی اسکے مفہوم و معنی ' اسکے طرق و وسائل ' اسکے مکاید و دسایس ' اسکے نتائج و عواقب سے اسیقدر بیگانہ ہیں جتنے کہ عہد حمیدی میں تھے -

زعما و روسا نسبۃً زیادہ باخبر ہیں مگر انکی واقفیت کا مصدر و منبع بلاد یورپ کی سیاحت ' بعض مولفات یورپ کا مطالعہ ' اور سب سے زیادہ وہ تعلیم و تلقین ہے جو وقتاً فوقتاً برطانی اور فرانسیسی سفارتخانوں میں دیجاتی رہی ہے -

ان تمام امور سے قطع نظر نجد اور حجاز عملاً خود مختار ریاستیں ہیں - پھر کیا انہوں نے اپنی اس خود مختاری سے فائدہ اٹھایا ؟ کیا انہوں نے اپنی اصلاح داخلی کی کوئی کوشش کی ؟ موجودہ روساء حرکت عربیہ اگر در حقیقت مخلص صادق ہیں تو انکا اولین فرض یہ تھا کہ وہ ان عملاً خود مختار صوبوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ' اور اپنی اس کوشش میں کامیابی کے بعد شام و عراق کے لیے بھی استقلال داخلی کا مطالبہ کرتے - اس صورت میں موجودہ شور و غوغا ' اور حریت آفریں و تہدید آمیز خطبات کی ضرورت نہ رہتی - نجد و حجاز کی تمثیل کافی ہوتی - انکا دامن سوءظن کے کانٹوں میں نہ الجھتا -

اجانب و اغیار سے - کہ صیاد ملک و ملت ہیں اور مدت سے انکی گھات میں بیٹھے ہیں ' استغاثہ و استعانت کی حاجت نہ پڑتی ' کیونکہ خود تمام عالم اسلامی انکے ساتھہ ہوتا -

تحریک عربی کے متعلق یہ خود ترکوں کے خیالات ہیں - آیندہ بشرط فرصت انشاء اللہ العزیز ہم تفصیل کے ساتھہ لا مرکزیت کے متعلق اپنے آراء و افکار بھی لکھینگے - اسوقت ہم المؤتمر العربی کے تیسرے جلسہ کی کاروائی پر اکتفاء کرتے ہیں ' جو تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے - شام کے عربوں نے اس تحریک کو بار آور بنانے کے لیے ایک کانگرس (موتمر) قائم کی ہے جس کا نام " المؤتمر السوری العربی " ہے ' کانگرس کے تمام جلسے پیرس کی انجمن جغرافیہ کے ہال میں ہوے - آخری جلسہ ۲۳ - جون کو تھا - جلسہ کا اختتام شیخ احمد طبارہ نے اپنے طویل خطبے سے کیا ' جسمیں شیخ طبارہ نے اس مسئلہ پر خاص طور سے بحث کی کہ شامی اپنا وطن چھوڑ کے غیر ممالک کو کیوں جاتے ہیں بحالیکہ غیر شامی اپنے ممالک سے شام کو ہجرت کرکے آرہے ہیں -

شیخ طبارہ نے بے خانماں مسلمانان یورپین ترکی کے قیام شام کی تجویز کو شامیوں کے لیے خطرناک بتایا ' اور کہا کہ اس تجویز کا مقصد اصلی عربی نفوذ و اثر کو صدمہ پہنچانا ہے -

شیخ طبارہ کے بعد صبلی آفندی کھڑے ہوے - صبلی آفندی نے پہلے اپنے وطن پرستانہ جذبات کا اظہار کیا ' اسکے بعد یہ تجویز پیش کی کہ - لبنان کو (جہاں قریباً تمام تر ممتاز آبادی عیسائیوں کی ہے) سوئٹزرلینڈ کے نمونہ پر خود مختاری دیجائے -

صبلی آفندی کے بعد اسکندر بک کھڑے ہوے ' اور بلاد عربیہ میں اصول لا مرکزیت پر اصلاحات کے روشناس کیے جانے کی ضرورت پر زور دیا -

اسکے بعد اجنبی مشیر خدمت عسکریہ وغیرہ تجاویز پر بحث و مناقشہ شروع ہوا - گفتگو فرانسیسی میں ہوتی تھی - طویل اخذ و رد و مناقشہ و مناظرہ کے بعد یہ قرار دادیں طے پا لیں -

(۱) سلطنت عثمانیہ کے بقاء و حیات کے لیے فوری کامل اصلاحات کا نافذ الاثر ہونا ضروری ہے -

(۲) یہ امر ضروری ہے کہ عثمانی عربوں کے حصول حقوق سیاسی کی ضمانت اس طرح کیجائے کہ انکو سلطنت کے مرکزی انتظام میں شریک کیا جائے -

(۳) شام میں تقسیم اختیارات کا وہ نظام فوراً نافذ کردیا جائے جو اسکے ضروریات اور اہلیت کے موافق ہو -

(۴) صوبۂ بیروت اپنا مطالبہ ایک خاص قرار داد (یعنی مجلس عمومی کے اختیارات کی توسیع اور اجنبی مفتشین [یورپین انسپکٹروں] کی تعیین) کی صورت میں ظاہر کر چکا ہے - جسکو جمعیۃ عمومیہ نے ۳۱ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ ع کو پاس بھی کردیا ہے - اسلیے یہ موتمر اسکے نفاذ کی درخواست کرتی ہے -

(۵) مجلس مبعوثان میں بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے عربی زبان سرکاری زبان تسلیم کیجائے -

(۶) خدمت عسکریہ بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے مقامی ہو - غیر معمولی شدید حاجت کی صورت اس میں استثنا ہوگا -

(۷) لبنان کی کمشنری کی مالی حالت کی اصلاح کی حکومت ضامن ہو -

(۸) عثمانی ارمن جو اصلاح چاہتے ہیں اس سے یہ موتمر ہمدردی ظاہر کرتی ہے -

(۹) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کو دیجائے -

(۱۰) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کے دوستوں (فرانسیسیوں اور انگریزوں) کو دیجائے -

(۱۱) موتمر عربی جمہوریت فرانس کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتی ہے -

(۱۲) اسوقت سے لیکے اور ان تجاویز کے نفاذ تک کوئی عربی یا شامی اس موتمر یا اسکی مانعت مجالس کے اذن خاص کے بغیر حکومت عثمانیہ کا کوئی منصب یا عہدہ قبول نہ کرے -

(۱۳) مذکورۂ بالا تجاویز ہی شامیوں اور عربوں کی سیاسی فرد عمل ہیں - کسی امیدوار مبعوثیت کی اسوقت تک مدد نہ کیجائے جب تک اس فرد عمل کی حمایت کا وعدہ نہ کرلے -

مسئلۂ شرقیہ

بلقان لیگ

(مقتبس از لنڈن ٹائمز - ۲۷ - جون - سنہ ۱۹۱۳ ع)

اتحاد بلقان مانٹینگرو (جبل اسود) کے شریک ہونے سے مکمل ہوگیا - فرماں رواے جبل اسود (شاہ نکولس) ہمیشہ ترکوں کے خلاف عیسائی سلطنتوں اور ریاستوں سے معاہدہ کرنا چاہتا تھا - سنہ ۱۸۸۸ ع میں اس نے ایک یادداشت اسی مضمون کی روس کو بھیجی تھی - جولائی سنہ ۱۹۱۱ ع میں جب طرابلس الغرب میں ہنوز لڑائی شروع بھی نہیں ہوئی تھی اس نے اپنے سفیر قسطنطنیہ کو لکھا کہ روسی سفارت سے گفتگو کرے ' جب ستمبر میں لڑائی کا اعلان ہوگیا تو سرویا ' بلغاریا ' یونان کو فوجی اتحاد اور جنگی کاروائی کے لیے آمادہ کرلیا - اس وقت تک سرویا ترکوں کی طرفدار پالیسی پر عمل کر رہی تھی - مگر فوراً ہی یہ پالیسی بدل دی گئی ' جب شہزادہ ڈینلو سنہ ۱۹۱۲ ع میں صوفیہ گیا تو مانٹینگرو اور دوسری بلقانی حکومتوں میں مفاہمہ ہوچکا تھا -

اپریل سنه ۱۹۱۲ ع سے بلغاریه میں ان معاملات کے متعلق زیاده عملی صورت پیدا هوگئی - کچهه روز کے بعد ان ریاستوں میں ترکی سے مقاومت کرنے کے لیے ایک عام اتحاد هوگیا جس کا نام " اتحاد مالل نصرانیه " قرار پایا - یه کل انتظام اور اتحاد اول اول محض مدافعت کی غرض سے قائم هوے تھے' مگر جب گرمیوں کے موسم میں کوچانه اور برانه میں قتل عام هوا' تو آخر اس اتحاد کی نوعیت تبدیل هوگئی' اور اب اس میں حمله و هجوم و پیشقدمی کی شان آگئی -

اس معامله میں کوئی تحریری معاهده نهیں هوا تها - البته سرویا کے ساتهه ایک عهد نامه ماه ستمبر میں ضرور هوا تها' جو سویسرا (سوئیٹزرلینڈ) میں تکمیل کو پهونچا تها -

جبل اسود نے سب سے پہلے ترکوں کے خلاف جنگ بلقان میں هتیار اٹهالے تھے' اور سب کے آخر میں لڑنا بند کیا هے - جبل اسود اس قدر کیوں پیش پیش رها؟ یورپین مدبر اس مسئلے کو اب تک اچهي طرح حل نهیں کرسکے - بعض کا خیال هے که اتحادیوں نے پہلے پہل جبل اسود کو اسلیے بهڑا دیا تها که اول یه پیشقدمي کرلے بعد کو وه بهی میدان جنگ میں اتر آئینگے -

جبل اسود کے دو وزیروں نے اس جنگ کی ضرورت پر سخت زور دیا تها' مارتنورچ و پلامیناز یه (Martinoch and Plamenatz.) تھے کیونکه ان دونوں وزیروں کی راے تهی که جبل اسود کے حدود کی توسیع اقتصادي حیثیت سے نهایت ضروري هے' اور صرف یهي موقع هے که اس سے فائده اٹها کر ملک کو وسیع کیا جاسکتا هے' ورنه آینده ایسا موقع هرگز نهیں ملیگا -

اس چهوٹی سي ریاست کي اقتصادي حالت واقع میں بهت خراب تهی - کیونکه روس کے بغل هی پر اس کو قناعت کرنا پڑتا تها بیرونی دنیا سے تعلقات قدرۃ سمندر کی طرف سے هوتے هیں' اور وه آسٹریا کے قبضه میں تها - اب موقعه تها که اپنا راسته سلطنت ترکي سے جو اس کی قدیم دشمن تهی غصب کرکے نکالے -

مفتوحه ملک کی تقسیم کا سوال اتنا اهم تها که اس پر اول هی سے غور کرکے تجویز کو قرار داد کي شکل میں لایا گیا - مناسب معلوم هوا که بلحاظ قومیت رعایا ملک تقسیم هوگا - اور یهي سب سے بهتر قاعده هو سکتا تها -

عهد نامه برلن کے بعد سے ۳۵ - برس متواتر خونریزیوںکے جو واقعات هوتے رهیں هیں انکو فراموش نه کرنا چاهیے - اس وقت جو بهت سی بیجا اور بیجا شرطیں پیش کي گئیں تهیں هم انکو یہاں قلم انداز کرتے هیں - اس میں مربع کلومیٹر رقبه تک درج تها که فلاں ریاست کو یه ملیگا - چونکه معامله جمادات اور حیوانات کا نهیں تها' بلکه انسانونکا تها - جن کے سینوں میں دل اور دل میں جذبات تھے' اس وجه سے ریاستوں نے فوجي لحاظ سے تقسیم کي قرار داد مصدق ماني' مگر یه بات بالکل ایسی هي تهي که اپني دیرینه فتوحات اور قومیت کا حوصله دے کر هر قوم اس وقت کسی دوسرے قوم کے ماتحتی سے نکلنا چاهے - یا کیلیے (فرانس کا ایک مقبوضه جو پہلے انگلستان کے قبضه میں تها) کے باشندے انگریزي حکومت سے الحاق کی درخواست کریں - اور جغرافي حیثیت سے بلقان میں موازنهٔ اقتدار کو قائم رکها جائے - یه ایسي بات تهي که بلقان میں امن و آشتي کی سبیل نه نکلتي - کیونکه بلغاریا کا پله همیشه بهاري رها هے -

علاوه اس کے نمایاں فوجي کارروائیوں کی بهت سی روایتیں مشهور کي گئیں - یونانی بیڑه کی کارروائیاں نهایت شد و مد سے نمایاں کي گئیں - غرضکه اس زمانه کے قارئین اخبار کو یه معاملات پڑھ کر پہلي نظر میں وهي واقعه آنکهوں کے سامنے آجاتا هے جب نه میلاد مسیح سے قبل یونان سے ایران کی لڑائي هوئي تهي' اور یوناني افسروں سے کها گیا تها که هر شخص کے کام کے مطابق انعام تقسیم کردیں' تو انهوں نے سارے انعامات اپنے هي نام کی ذیل میں مخصوص کر لیے تھے -

ریاستوں کي فوجیں نهایت بهادري اور جوش سے لڑیں' مگر بلغاریا کا نقصان سب سے زیاده هوا هے - اِس عهدنامه کي رو سے گو بلغاریا کا زائد نقصان تو هوا' مگر معاهده کے مطابق اس کو ایک چپه زمین بهي زیاده نهیں مل سکتي -

فوجي اعتبار سے بهي تقسیم ملک کا لحاظ نهیں رکها گیا خوش قسمتي سے اس قسم کي بعض تجویزیں اپنے وقت پر بدل گئي تهیں - کیونکه اگر ایسا نهوتا تو لولي برغاس کي جنگ هي وقوع پذیر نه هوئي هوتي - جب اسطرح عملي کارروائی کے لیے میدان صاف هوگیا - تو آخري انتظام کے واسطے قومي اصول کو قائم رکها گیا - یه صاف ظاهر تها که اس اصول کے مطابق بلغاریا کو سب سے زیاده ملک ملیگا -

یورپ سے ترکوں کے نکلنے سے ایک بڑا حصه ملک کا آزاد هوگیا - جسکو تمام مورخ اور سیاح بلا رعایت بلغاري نسل سے آباد بتاتے هیں' یہاں تک که بلغاري پادري کے تعین سے پہلے بهی مقدونیه کو بلغاري هي کها جاتا تها - بد قسمتي سے سرویا' مانٹینگرو اور یونان کے واسطے ایسا معامله نهیں هے - ابهي انکے جائز ملک سے ان کو اس وقت تک محروم رکها جائیگا که مشرق ادنی کے متعلق اچهي طرح سے فیصله نهوجاے - جب آزادي کے دن آئینگے تب سرویا اور یونان بلغاریه سے بڑي قومیں هوجائینگی - اور اگر یه قومیں اتحاد پر قائم رهیں تو انکو بلغاریه کا دست نگر هوکر رهنا پڑیگا -

درود تاج

پیارے سني بهائیو - حضرت رسول مقبول کے شیدائیو - تاجدار مدینه کے غلامو - سبز گنبد والے بادشاه کے جمال اقدس پر قربان هونے والو - تمکو مژده اور تمکو مبارک باد که همارے عنایت فرما عالیجناب محمد یوسف حسین خانصاحب رئیس بریلي محله قلعه نے اپني محض محبت اور خوشنودي الله عز و جل و رضاے حبیب کریم صلی الله تعالی علیه وسلم کے درود تاج نهایت خوشخط اور عمده کاغذ پر مع اسناد و ترجمه کے هزارونکي تعداد میں چهپوا لے هیں خانصاحب موصوف نے بلا کسي اجرت اور معاوضه کے تقسیم کرنیکا اعلان فرمایا هے جن صاحبونکو درود تاج مطلوب هوں وه بذریعه تحریر کے مفت طلب کریں -

نوشه علي قادري بریلوي - محله چاه چڑیماران

الهلال کی ایجنسي

هندوستان کے تمام اردو' بنگله' گجراتي' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں الهلال پہلا رساله هے' جو باوجود هفته وار هونے کے' روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو اپنے شهر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

بريد فرنگ

بلقانيوں كي باهمي آويزش

يورپ كي گريه وزاري

بلقانيوں كي آويزش جب تك عثمانيوں سے تهي، يورپ خوش تها اور اُن كو مخلصانه تبريك كے تحفے بهيج رها تها ' ليكن جب سے بلقاني آپس ميں گرم ستيز هوے هيں وه ان سے نهايت كبيده و برافروخته خاطر هے كه ايسا نه هو هلال كو اُس كي كهوئي هوئي عظمت واپس مل جائے - لندن ٹائمز ۴ - جولائي سنه ١٩١٣ع كي اشاعت ميں خونابه افشاني كرتا هے :

مقدونيه ميں حلفاء بلقان آزاد كرنے والوں كے بهيس ميں داخل هوے ' مگر وه آج تمام ملك كو ان نزاعوں سے بد تر اور بے رحم تر نزاعوں ميں ڈالنے پر مائل معلوم هوتے هيں جو عثماني شاهنشاهي ميں بهي معلوم نهيں هوئي تهيں -

انكي ابتدائي ظفرمندي - جس نے يورپ كي مخلصانه مگر غالباً قبل از وقت آفرين و تحسين كا غلغله برپا كيا تها - اس سے زياده تاسف انگيز بلكه نفرت انگيز انجام نهيں ركهسكتي -

وه اپنے اقربا كے پاس آزادي كا تحفه لے جانے كے ليے بڑهے تهے ' مگر وه ايك ايسي سر زمين ميں بربادي پهيلانے كي وجه سے ختم هو رهے هيں جو برداشت سے آزمائي جا چكي هے -

يورپ كي نسبت زياده بڑي قوموں كي علم اجماعي راے اس موقعه پر لڑنے تركوں كو ثمرات فتح سے محروم ركهنے كے ليے غور كر رهے هيں والونكي متعلقه ذمه داري كي بهت زياده پروا نهيں كريگي -

وه اغلباً حق اور باطل كي خوشنما ترهلكي تصويروں پر غور كرنے كو نامنظور كرديگي ' اور انكي مزيد جنگ كي شرمناك غلطي پر دونوں جماعتيں يكساں سختي كے ساتهه ملامت كرنے كي طرف مائل هونگي -

عام خيال جو اس قسم كے معلومات سے حاصل كيا جاسكتا هے جيسے كه اسوقت بهم پهنچتے هيں ' يه هے كه نئي جنگ كے شروع كرنے ميں پهلے بلغاريوں نے سنجيدگي كے ساتهه كارروائي كي -

جبكه ايك طرف هم اس قطعي كارروائي كي بابت كمزور سے كمزور پسنديدگي ظاهر نهيں كرسكتے اسي وقت ميں دوسري طرف هم بلغاريا كو اس بناء پر كسنديم بهي كرسكتے كه وه نماياں باني فساد هے - جهاں سب مجرم هوں وهاں " طرف " كي بحث نهيں هوسكتي -

هم بهادري كے ساتهه حاصل كيے فتوحات پر تحسين و آفرين كے ليے تيار تهے ' مگر اب هم كو لوٹ پر لڑنے والوں كي صورت ميں تنزل كے ليے ' جسميں سب برابر كے شريك هيں ' ملامت كے علاوه اور كوئي چيز نهيں ملتي........................

....

هم سے كها جاتا هے كه دول كو جنگ روكنا چاهيے ' مگر كوئي هم سے ٹهيك طور پر كهنے كے ليے تيار نهيں كه كيونكر انكو روكنا چاهيے -

اگر زار كي نصيحت اپنے پيش انديشيده اثر ميں ناكامياب هوچكي هے تو پهر كار فرما مداخلت سے كم كوئي شے فوراً ممكن نه هوگي - كار فرما مداخلت ' خواه كسي طرح ترتيب دي جائے ' اپنے جلو ميں بهت سے خطرات لائيگي جن سے بچنے كا خواهشمند سب كو هونا چاهيے -

اتحاد يورپ ابهي ناكام نهيں هوا هے كيونكه ابهي تك موجود هے اور اس كا مستحكم بلقان قيام ميں مقامي جنگ كے روكنے كے ليے اپني عدم قابليت سے بهت زياده اهم شے كا لحاظ كرتا هے -

اگر جيسا كه آخري خبروں سے مترشح هوتا هے يه برادر كش جنگ ايسے حدود تك پهنچگئي هے جنكے بعد باقاعده اعلان جنگ محض ايك امر رسمي و اصطلاحي ره جاتا هے ' تو دول كے ليے محفوظ ترين راسته اس نئي جنگ كو مقامي ركهنا هے جيسا كه انهوں نے حلفاء اور تركي كي جنگ ميں كيا تها -

مسيحيت اور مدنيت دونوں ان مناظر سے ذليل هوئي هيں جو اب تك منكشف هو رهے هيں -

رياستهاے بلقان ايك ايسي بربريت ميں گر رهي هيں جو اُس بربريت سے كهيں زياده گهري اور شرمناك هے جو تركوں كي طرف سے عمل ميں آتي تهي -

وه ان بلند اميدوں كو ڈها رهے هيں جو انكے مستقبل كے متعلق قائم كي گئي تهيں ' اور اپنے آپ كو خوفناك طور پر گرنے سے قريب كررهے هيں -

زائد سے زائد متحده يورپ جو كچهه كرسكتا هے وه يه ديكهتے رهنا هے كه انكے زرد مشتعل ميلانات كو پهيلنے نهيں ديا گيا هے -

موسيو پوانكارے

جمهوريۂ استبداد كي حمايت ميں

كهتے هيں جمهوريۂ فرانس كي شعاع حريت تمام اقوام عالم كے ليے يكساں فيض بخش هے ' ليكن لفظ " اقوام " غالباً صرف " پرستاران صليب " كے ليے مخصوص هوگا ' ورنه فرزندان توحيد كي حريت چهيننے ميں فرانس كو جو انهماك هے اُس كے واقعات لليبيا تا فليلت كے اُس بلند منارے پر خط عبرت ميں اب بهي منقوش نظر آرهے هيں ' جو پهلے مادنه (اذان كا گنبد) تها اور جهاں اب بجاے بانگ نماز كے ناقوس كا شور سنائي ديتا هے - جنگ بلقان كي ابتدا ميں يورپ نے اُس وقت كي موجوده حالت كو برقرار ركهنے كا اعلان كيا تها - موسيو پوانكارے اُن دنوں فرانس كے وزير اعظم تهے - بلقانيوں كو جب فتح هوئي تو سب سے پهلے انهوں نے زور ديا كه مغصوبه علاقے اب تركوں كو واپس نه ملينگے - آجكل كي جنگ ميں تركوں كو جب فتح هوئي تو ضرور تها كه اس فتح كو شكست كي صورت ميں تبديل كرنے كي كوشش كي جاتي - سر ايڈورڈ گرے

اس کام کو تنہا انجام نہیں دے سکتے تھے، اس لیے موسیو پوانکارے سے استمداد کی گئی - جو کچھ دنوں سے فرانس کے رئیس الجمہور ہوگئے ہیں - صاحب موصوف اسی غرض سے پچھلے ہفتے میں انگلستان تشریف لائے تھے - لندن ٹائمز ان کی آمد کے متعلق لکھتا ہے:

گذشتہ ہفتہ کے چہار شنبہ کی صبح کو دفتر وزارت خارجیہ میں موسیو بشن (وزیر خارجیہ فرانس) موسیو کمبن (سکریٹری وزیر خارجیہ فرانس) اور سر ایڈورڈ گرے و سر ارتھر نکلسن (سکریٹری وزیر خارجیہ انگلستان) کے مابین ایک طویل صحبت رہی -

دوپہر کو ایوان سینٹ جیمس میں وزیر خارجیہ انگلستان، انکے سکریٹری اور موسیو پوانکارے میں ایک گھنٹہ سے زائد صحبت رہی - اس میں فرانسیسی سفیر اور موسیو بشن بھی موجود تھے -

ریوٹر ایجنسی کو یہ ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے کہ میدان مباحثہ صرف بلقانی پیچیدگیوں اور قیام امن ہی پر نہیں بلکہ تمام سوالات متعلقہ ترکی پر وسیع تھا، جس میں ترکی میں دونوں سلطنتوں کے مصالح بھی شامل ہیں -

عملاً فرانس اور انگلستان کے مشترکہ مصالح کے حوالے دیے گئے - کسی با قاعدہ دستاویز پر دستخط نہیں ہوے، لیکن اس صحبت نے یہ واقعہ منکشف کر دیا کہ دونوں حکومتوں کی رایوں میں کامل اتفاق ہے - دونوں حکومتوں کی موجودہ پالیسی کے نقطہاے اتحاد مستحکم کیے گئے -

اسی ہفتہ کے پنجشنبہ کو موسیو بشن نے ریوٹر کے نامہ نگار خاص کو سینٹ جیمس پیلس میں باردیا - موسیو پوانکارے کی سیاحت انگلستان کے متعلق اثناء گفتگو میں فرانسیسی وزیر خارجیہ نے کہا:

اپنی سیاحت انگلستان کے متعلق رئیس کا خیال ہر نقطہ نظر سے اچھا ہے - وہ بہت گہرے طور پر اپنے استقبال سے متاثر ہوے ہیں جو قوم، حکومت، اور بادشاہ کی طرف سے کیا گیا تھا - وہ صرف ایک دفعہ اور بیان کرسکتے ہیں کہ انکی سیاحت سے انگلستان و فرانس میں سلسلہ مفاہمت کسقدر مستحکم ہوگیا ہے -

اس خدمت کا ثبوت جو اس مفاہمت نے دنیا کے بڑے حصے کے لیے انجام دی ہے - ان اعمال میں ملتا ہے جو اس نے تمام یورپ کے فوائد کے لیے بین المللی امن کی خدمتگذاری میں کیے ہیں -

اس گفتگو نے جو میں نے سر ایڈورڈ گرے سے کی نہ صرف گذشتہ کی تصدیق کردی بلکہ یہ ثابت کر دیا کہ سیاسی سوالات میں عموماً، اور قیام امن کے متعلق تمام امور میں خصوصاً دونوں وزارتوں (چانسلیریز) کی راے میں بالکل بہمہ وجوہ اتفاق ہے - اس طرح رئیس کی سیاحت نے دنیا کی قوموں میں مصالحت کا ایک اور عنصر پیدا کر دیا ہے -

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصۂ اول ۲ - روپیہ - ادارۂ الہلال سے طلب کیجیے -

جامعۂ مصریہ

مسلمان کسی ایک امر میں آزاد کیوں ہیں؟

حتی علی الموت لا اخلو من الحسد

مصر میں ایک آزاد قومی یونیورسٹی قائم کرنے کی تحریک جن دنوں زیر بحث تھی، ڈیلی ٹیلیگراف کے ایک نامہ نگار نے اسی زمانے میں تعریض کی تھی کہ "مصریوں کی قومیت مردہ ہو رہی ہے، خود تو مبتلاے سکرات ہیں مگر اس ابتلا میں بھی یونیورسٹی کا شوق ہے" یہ موت واقع میں کوئی خیالی موت نہ تھی، اس لیے کہ جس قوم کی مقہوریت اس کے تمام اصناف زندگی پر محیط ہو اس کو زندہ نہ سمجھنا چاہیے -

موت آنی تھی آتی رہی، یونیورسٹی بننی تھی بن گئی، لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ مرنے والوں کے ہات میں سواے ایک یونیورسٹی کے اور کوئی چیز نہیں جسے وہ اپنی کہہ سکیں - سلطنت و حکومت کی ہر ایک چیز میں وہ احتلال کے دست نگر ہیں، مگر اس پر بھی یورپ کا یہ رشک کم نہیں ہوتا کہ ایک مرنے والی قوم ایک زندہ یونیورسٹی پر کیوں قابض ہے؟ یونیورسٹی کا نصاب و نظام مرتب ہے، شائع ہوچکا ہے، اور ہر سال اس کی با قاعدہ رپورٹ چھپتی ہے - عربی اخباروں میں ہر تین مہینے کے بعد اس کے تعلیمی و انتظامی و امتحانی امور پر نہایت مفصل تبصرہ درج ہوا کرتا ہے، اس نے محض اپنی ہی درسگاہ میں طلبہ کی تعلیم پر کفایت نہیں کی، بلکہ جاپان کی نظیر سے فائدہ اٹھا کر یورپ کے اکثر ممالک میں اعلی تعلیم کی تکمیل کے لیے لائق متعلمین کی ایک بڑی جماعت ہر سال بھیجا کرتی ہے، تعلیم کے عمدہ نتایج کی مدح بھی ہوتی ہے اور ساتھ ہی تعلیم گاہ (یونیورسٹی) کی مرمت بھی کی جاتی ہے، صرف اس ایک جرم نے کہ یونیورسٹی گورنمنٹ کی محکوم کیوں نہیں ہے یورپ کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رکھی ہے - ہندوستان میں آزاد مسلم یونیورسٹی کے نام سے جو اعراض کیا جاتا ہے جامعۂ مصریہ کا واقعہ بتا دیگا کہ اس کا فلسفہ کیا ہے؟

نیر ایسٹ کا نامہ نگار مصر سے لکھتا ہے:

مصری یونیورسٹی سنہ ۱۹۰۷ع میں قائم ہوئی، جبکہ وہاں کی قومی جماعت (الحزب الوطنی) کے سروں میں پہلے پہل انگریزوں کی مخالفت کا سودا سمایا تھا - انہوں نے صاف الفاظ میں یہ اعلان کردیا تھا کہ کوئی انگریز، گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار، اور کوئی شخص جس کا تعلق یورپ کی کسی سفارت سے ہو اس میں شریک نہیں ہوسکتا - بیشتر افراد ایسے بھی تھے جو اس انتہا پسندی سے ہمدردی نہیں رکھتے تھے - کیونکہ اس میں کچھہ شبہ نہیں کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے حدود اختیار سے بالکل باہر ہو اعلی پایہ کی یونیورسٹی نہیں ہوسکتی - جو شخص مصری حکومت سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کی مدد اس میں شامل نہو تو پھر اس کے نتائج کا دور ہی سے کھڑے ہوکر انتظار دیکھنا چاہیے -

اس یونیورسٹی کی بنیاد بھی اسی طرح پڑی تھی کہ بڑے جوش و خروش و شان شوکت سے افتتاح ہوا، مگر کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ موجودہ طرز تعلیم کن اصول پر چلائے جائینگے - کونسل (یونیورسٹی کی مجلس انتظامی) نے ہنوز اس بات

مراسلات

اور ابھی طے نہیں کیا تھا کہ کیا کیا مضامین رکھے جائینگے کہ آیندہ پروفیسر بنانے کے واسطے ممالک غیر میں طالب علموں کو بھیجنا شروع کردیا -

طبابت (میڈیکل سائنس) کی تجویز ہوئی مگر اُس کے واسطے ماہرین فن اور کثیر مصارف کی ضرورت تھی - قانون کے لیے فرانسیسی کالج اول سے موجود تھا - سائنس اور انجینیرنگ (ہندسہ) کے واسطے بھی وہی مشکلیں پیش آئیں جو ڈاکٹری کے متعلق پیش آئی تھیں - دینیات اس بحث سے بالکل خارج ہی تھی - اب سواے علوم ادبیہ اور زراعت کے کچھہ نہیں رہا تھا - اس کے واسطے بھی یہی دو اعتراض پیش ہوے ' کیونکہ علوم ادبیہ کی ضرورت اعلی تعلیم کے واسطے تھی - گورنمنٹ نے ابتدائی و ثانوی (سکینڈری) اور اعلی تعلیم کے نہایت اچھے اصول قائم کیے تھے ' مگر اس بات کی شکایت ہمیشہ ہوتی رہی کہ تعلیم ناقص ہے - تعلیم ایسی ہونی چاہیے جس سے یورپ کی اعلی تعلیم کے لیے طلبہ طیار ہوا کریں - اس یونیورسٹی سے امید تھی مگر اُس کے کارکنوں کے دل میں جو بات تھی وہ یہ تھی کہ گورنمنٹ کے کام سے کچھہ اعلی کام ہونا چاہیے -

فلسفہ وغیرہ علوم عالیہ پڑھانا مصریوں کو مفید نہیں ہوتا ' کیونکہ اُن کا منشا تعلیم سے علم حاصل کرنے کا نہیں ہے بلکہ ملازمت ہے - اور یہ کام گورنمنٹ اسکول پورا کردیتے ہیں - پہلے موسم سرما میں قومی جماعت نے گورنمنٹ اسکولوں کے بہت سے طالب علموں کو اس یونیورسٹی میں داخل کرلیا ' مگر وہ بدستور قانون کے خدیوی اسکول میں تعلیم پاتے رہے ' کیونکہ ان کے پیشہ کی شہرت اسی پر منحصر تھی - یہ بات زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہی - تاہم یونیورسٹی کا نہ کچھہ نصاب تھا ' نہ امتحانات ' نہ کوئی ڈگری -

دوسرے سال تک یہی صورت رہی کونسل کے چند ممبروں نے کچھہ تحریزیں پیش کیں ' مگر کچھہ اثر نہیں ہوا - کوئی ایسا کام نہیں ہوسکتا تھا جس میں گورنمنٹ کو مداخلت دی جاتی - سنہ ۱۹۱۰ ع میں امریکہ کے سابق رئیس الجمہور مسٹر رزو ولٹ (Mr. Rossevelt) کی تقریروں کی وجہ سے یہ سلسلہ تبدیل ہوا - قومی جماعت کے بالکل ٹوٹنے سے امید ہے کہ اب اسکی حالت اچھی ہوجائیگی ' اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہے کہ یونیورسٹی بالکل گورنمنٹ کے ہاتھہ میں دیدی جائے ' مگر افسوس ہے کہ یونیورسٹی کے پریسیڈنٹ اس قسم کی تجویز کو نہیں مانتے - جو لوگ اندرونی حالات کو جانتے ہیں وہ صاحب پریسیڈنٹ کے کام سے اچھی طرح واقف ہیں ' اور اس قلیل مدت میں جو کامیابی انھوں نے حاصل کی ہے وہ بھی قابل ستائش ہے - اسمیں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر یہ دیکھا جاے کہ وہ اپنے دشمنوں کو یونیورسٹی دے دینے پر رضی نہیں ہولے - مگر زمانہ اُن کو جلد بتا دیگا کہ یہ خیال غلط تھا - جو طالب علم یورپ اس غرض سے بھیجے گئے تھے کہ پروفیسر بنیں وہ جب واپس آئینگے تو یہ دیکھینگے کہ کوئی طالب علم وہاں نہیں ہے ' جسے وہ تعلیم دیں -

انجمن الفرض

(از نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹری مدرسۃ العلوم علی گڑھ)

قوم آگاہ ہوگی کہ چند سالہاے ماسبق میں انجمن الفرض کے سرمایہ سے صدہا غریب مسلمان بھائیوں کو امداد دیگئی ہے ' جسکی وجہ سے وہ محمدن کالج میں رھکر اپنی تعلیم پوری کرسکے ' اور آج وہ ماشاء اللہ قوم کے ایسے مایۂ ناز ہیں - چونکہ بفضلہ تعالی اب کالج کے طلباء کی تعداد روز بروز بڑہ رہی ہے ' اور قرض حسنہ پانیوالوں کی تعداد میں بھی بے انتہا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ' اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس سرمایہ کو مستقل کیا جاے ' تاکہ غریب طلبا کی زیادتی اور سرمایہ کی کمی کی وجہ سے اس امداد میں کمی نہونے پائے ' تجویز ہوئی ہے کہ جن صاحبوں نے اپنے دوران تعلیم میں کالج سے قرض حسنہ

بقیہ پہلے کالم کا

اکثر اشخاص کو افسوس ہوا کہ آزاد یونیورسیٹی کی تجویز ٹوٹ گئی ' مگر دو طرز تعلیم میں دو اصول رکھنے سے یہ بہتر ہے کہ گورنمنٹ کے اصول پر عمل کیا جاے - جو علحدہ ہونے سے بالکل بے اثر ہو جاتا ہے -

رومانیہ بلغاریوں سے کیوں ہم نبرد ہے ؟

ترکی کے متعلق اپریل سنہ ۱۹۱۳ ع کے فورٹ نائٹلی ریویو میں فیصلہ ہوا تھا کہ اب اس سلطنت کو اپنے تئیں انگلستان کے حوالے کردینا چاہیے - جون سنہ ۱۹۱۳ ع کے رسالہ نائنٹینتھہ سنچری (XIX Century) میں مسٹر الس بارکر (Mr. Ellis Barkar) لکھتے ہیں کہ " ترکی کی شکست سے اتحاد ثلاثہ (جرمنی ' آسٹریا ' اٹلی) کو سخت نقصان پہونچا ہے - جرمنی کو ترکی سے جس امداد کی امید تھی وہ جاتی رہی ' کیونکہ ترکی ایک بڑی فوج لے ساتھہ روس پر جنوب کی طرف سے اور انگریزوں پر مصر کے طرف سے حملہ کرسکتی تھی - علاوہ اسکے بلقانی ریاستوں کی قوت بڑہ گئی - پہلے ترکی ان کو ہمیشہ روکے رکھتی تھی - چند سال میں یہ ریاستیں روس کو دس لاکھہ آدمیوں سے امداد دے سکینگی - جنگ بلقان میں ترکی کی شکست سے خصوصاً جرمنی اور عموماً ایتلاف مثلث (آسٹریا و اٹلی و جرمنی) نے ترکی کی امداد ہی نہیں کھوئی ہے ' بلکہ رومانیا کی حالت کو بھی تذبذب میں ڈالدیا ہے - رومانیا روس کے خلاف آسٹریا وغیرہ کی طرفدار تھی - نہ اسوجہ سے کہ اُسے روس سے کوئی عداوت تھی ' بلکہ اس وجہ سے کہ روس اور آسٹریا کے مابین وہ رہ نہیں سکتی تھی - اس وجہ سے اُسے ضرورت ہوئی کہ وہ کسی بڑی طاقت سے صلح کرکے رہے - آسٹریا کو پسند کرنے میں اُسنے زیادہ امن کی صورت دیکھی ' کیونکہ وہ اس ایتلاف مثلث کو زیادہ زبردست سمجھتی تھی " بلغاریا پر اگر وہ حملہ نہ کرتی تو خود اُسی کے لیے نہیں بلکہ ارکان ایتلاف مثلث کے لیے بھی خطرہ تھا -

وظیفه پایا هے' اور اب وہ بفضله تعالی بر سر کار هیں آنسے درخواست کي جاے که کل روپیه یکمشت یا باقساط ادا فرمالیں - اسي غرض سے ایک رجسٹر مرتب کیا گیا هے جسمیں تمام قرض حسنه پانیوالے اصحاب کے نام' پتــه وغیرہ درج کیے جا رهے هیں اور اداے قرض حسنه کي بابت اونسے خط وکتابت بهي شروع کیجا رهي هے - چونکه اکثر اصحاب کے پتے معلوم نهیں هیں' لهذا امید کیجاتي هے که موجودہ اور آیندہ طلباء کو امداد دینے کي اشد ضرورت محسوس فرماکر فارغ التحصیل حضرات جو تعلیمي وظائف حاصل کرچکے هیں اپنے مفصل پته وغیرہ ضروري تفصیل سے پروفیسر عبد المجید صاحب قریشي نائب امین انجمن الفرض کو مطلع فرمائینگے' جوکچهه زر امداد بطور قرض حسنه اُن کے ذمه هے اوسکو ادا فرماکر ایک اخلاقي فرض سے سبکدوش هونگے' اور ایثار نفس اور احسانمندي کي ایک قابل تقلید مثال قائم فرمائینگے -

آخر میں یه امر ظاهر کردینا ضروري هے که في الحال انجمن الفرض کا سرمایه بوجه چندہ نه ملنے کے بے انتها کم هوگیا هے' حالات موجودہ میں امید نهیں هے که اس مد کے لیے معقول رقم جمع هوسکے - اور یهي حالت رهي تو سخت خطرہ هے که وظیفوں کی تعداد بهت کم کرنا پڑیگی -

الفـــرض کے وفـــود

چونکه تعلیم کے مصارف بهت کثیر هوگئے هیں - اور کم استطاعت شریف مسلمان جن کی تعداد بدقسمتي سے زیادہ هے اپنے بچوں کو اعلی تعلیم نهیں دلا سکتے اسلیے ضروري هے که بزرگان قوم انجمن الفرض کی جانب توجه فرمائیں جو ۲۳ سال سے غریب طلباء کو وظیفه دیکر اعلی تعلیم دلا رهي هے - وظیفه کا نام اب قرض حسنه هے جس کا اصل مقصود شریف طلباء کي غیرت اور حمیت کو قائم رکهنے کا هے -

گرمیوں کي تعطیل میں کالج کے هر طالبعلم کا فرض هوتا هے که جب گهر جائے تو اپنے عزیزوں' دوستوں اور بزرگان قوم سے کچهه نه کچهه مانگ کر جمع کرے' اور کالج کهلنے پر انجمن کے سپرد کردے' مگر چونکه اس طریقه سے کافی چندہ جمع نهیں هوتا اسلیے تجویز هوئي که علاوہ منفردہ کوشش کے لایق طلباء میں سے کچهه طلباے کالج منتخب صوبوں' کمشنریوں اور اضلاع میں دورہ کر کے چندہ جمع کریں - چند طلباء جو اسوقت سال رواں کی محنت سے فارغ هوئے هیں بجاے اپنے گهر جانے اور آرام کرنے کے قومی گدائي کے کام پر مستعد هوکر همدرد ان و بزرگان قوم کی خدمت میں حاضر هوتے هیں -

امسال طلباء کالج کے حسب ذیل سات وفد مختلف حصص هند میں روانه کیے جا رهے هیں :

پنجاب میں دو ڈیپوٹیشن روانه کیے گئے هیں - ایک کے ناظم عبد الرحیم صاحب بی - اے - اور دوسرے وفد کے خلیل احمد صاحب بي - اس - سی هیں - ممالک متحدہ اگرہ و اودہ میں بهی دو وفد بهیجے گئے - ایک کي نظامت نظیر الدین صاحب بي - اے - کے متعلق هے' اور دوسرے کي سید ظفر حسین صاحب متعلم فورتهه ایر کلاس کے متعلق هے -

مشرقي بنگال میں ایک ڈیپوٹیشن زیر نظامت محمد الیاس صاحب برني - بی - اے - روانه هوا هے -

بهار میں بهي ایک وفد بهیجا گیا هے جسکے ناظم آغا مرزا صاحب متعلم فورتهه ایر کلاس هیں - حیدر آباد میں جو ڈیپوٹیشن گیا هے اوسکے ناظم سید واجد حسین صاحب متعلم فورتهه ایر کلاس هیں -

سنه ۱۱ و ۱۲ع میں انجمن الفرض کے پاس چندے کي آمدني [illegible] روپئے موجود تهے - و قرض حسنه سنه ۱۲ و ۱۳ع میں اس آمدني سے دیے گئے ان کي مقدار ۰ - ۵ - ۲۶۷۷۱ تهي - خرچ دفاتر وغیرہ ملا کر کل خرچ سنه ۱۲ و ۱۳ع میں ۰ - ۱۲ - ۲۹۳۸۶ هوا - یه واضح رهے که قریب چهبیس هزار کے جو زائد خرچ هوا وہ گذشته سالوں کي بچت سے دیا گیا - سنه ۱۲ و ۱۳ع میں مجموعي آمدني اس انجمن کي ۱-۱۱-۱۲۶۵۵ تهي' لیکن جو وظائف سال رواں کے لیے منظور هوچکے هیں انکي مقدار چوبیس هزار تک پهنچ گئي هے' علاوہ اس کے دفتر وغیرہ لوازم کے خرچ بهي هوئے اور هونگے - اسوقت بهت سے مستحق غریب طلبا کي درخواستیں نهایت حسرت سے نامنظور کیجا رهي هیں' اس صدمه سے بچنے کے لیے جو هم کو ایسي درخواستوں کے نامنظور کرنے میں هوتا هے هم اعلان کرتے هیں که جبتک موجودہ وفود اور منفردہ چندہ کے ذریعه سے آمدني نهو لے اور درخواستیں نه بهیجي جائیں - هم یه رقم غیر مستطیع شوقین مسلمان طلباء کو هرگز دینے کے قابل نهونگے' اگر گذشته سالوں کي رقم همارے هاتهوں میں نهو گي - لیکن نهایت حسرت سے یه گذارش کرنیکي معافي چاهتا هوں - که اب همارے پاس جمع کچهه نهیں رها - اب جو کچهه غریب هونهار طلباء کے لیے تحصیل علم کا موقع ملیگا وہ صرف آپ حضرات کے دست کرم کا نتیجه هوگا - خدا نخواسته اگر قوم نے ایک سهل حصه آمدني سے غریب طلباء کي معاونت نه کی تو نه معلوم اسکا کیسا دردناک نظارہ هوگا - کسي قوم میں اس سے بڑي کوئي مصیبت نهیں که اوسکے افراد قوم کي غفلت سے جهالت و بے علمي کے شکار هوجائیں - مجهے امید هے که همارے سات وفود نهایت کامیاب واپس آئینگے -

انجمن الفرض کے فنڈ سے صرف اونهیں غریب بچوں کو وظیفه نهیں دیا جاتا جو مدرسة العلوم علیگڈہ - تعلیم پاتے هیں بلکه اونکي بهي مدد کیجاتي هے جو هونهار هیں' اور دوسرے کالجوں میں وہ تعلیم حاصل کرني چاهتے هیں جسکا انتظام - دست مدرسة العلوم میں نهیں هے - مثلاً تعمیرات کي اعلی تعلیم انجنیرنگ کالج رڑکي میں' یا ڈاکٹري کی تعلیم میڈیکل کالج میں - علاوہ اسکے انجمن نے تعمیر مسجد و دیگر عمارات کالج کو جو ابهی ناتمام هیں اپنے مقاصد میں شامل کیا هے' اور همدردان قوم کي مدد کي امید هي پر تعلیم دینیات کے ضروري مصارف کي کفالت کا بهي ایک حد تک بیڑا اوٹهایا هے' جو اصحاب براہ الطاف چندہ عنایت کریں اپنے چندہ کے متعلق صراحت فرمائیں که وہ کس مد کیواسطے هے' اور رسید میں اوسکا کیوں کر اندراج هو؟

انجمن الفرض نام هے طلباء مدرسة العلوم اور دیگر نو عمر لوگونکي جماعت کا جو بذات خود کچهه نهیں کرسکتے - سواے اسکے که بزرگان قوم کي خدمت میں اپني عرضداشت پیش کریں اور متفرق قطروں کو جمع کرکے دریا بنائیں تاکه یه سرچشمه قوم کي پیاس کو بجها ئے - اسی غرض سے ان میں سے چند لڑکے قوم کي خدمت میں حاضر هونا چاهتے هیں - میں امید کرتا هوں جیسي خوش نیتي سے یه نیک کام انهوں نے اپنے ذمه لیکر تکلیف گوارہ کي هے ویسي هي قوم کي طرف سے انکي قدر افزائي هوگي - اور بمصداق (هل جزاء الاحسان الا الاحسان) جس طرح اونهوں نے قوم کے سامنے گداگري کرکے اپنے غریب بهائیوں کي تعلیم کے لیے روپیه جمع کرنے کا بیڑا اوٹهایا هے' قوم کي همت و سخاوت سے امید قوي هے که وہ بهي ان نونهالوں کي پوري قدر و منزلت فرماکر اونکي همت افزائي کریگي -

انجمن الفرض یا چندوں کے متعلق جو ضروري أمور دریافت طلب هوں ان کے متعلق بزرگان قوم جسوقت چاهیں پروفیسر عبد المجید قریشي نائب امین انجمن الفرض سے خط وکتابت کر سکتے هیں -

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ

(۷)

	پالي	آنه	روپیه
بذریعه جناب سید محمد کاظم صاحب - بي - آلي - پي ریلوے اسٹورس جهانسي	۹	۳	۵
(به تفصیل ذیل)			
جناب سید منظور علي صاحب	۰	۴	۰
جناب حکمت الله خاں صاحب	۰	۸	۰
جناب رحمت علیصاحب	۳	۵	۰
جناب سید روح الامین صاحب	۶	۲	۰
جناب سید تصور علیصاحب	۰	۳	۰
جناب محمد کاظم صاحب	۰	۰	۱
جناب مولوي طفیل احمد صاحب	۰	۰	۱
جناب محمد جان صاحب	۶	۷	۰
جناب امیر الله صاحب	۰	۲	۰
جناب اسیر الدین صاحب	۶	۳	۰
جناب ولي محمد صاحب	۰	۰	۱
جناب غلام محمد صاحب ملتان	۰	۱۳	۳
جناب حافظ علی احمد صاحب انصاري پلیڈر نکودر - جالندهر	۰	۰	۸
جناب محمد راحد صاحب ٹونک	۰	۰	۵
جناب غلام نبی صاحب گورکهپور	۰	۹	۱۴
جناب - [illegible] احمد صاحب بارہ بنکي	۰	۰	۱۰
جناب غ[illegible]ـب لائل پور	۰	۰	۵
جناب محمد بخش صاحب	۰	۰	۱
متفرق	۰	۰	۲
جناب سید شا حکیم محمد الیاس صاحب نواده	۰	۶	۱
جناب سید علی محمد ذاکر صاحب مدراس	۰	۰	۴
جناب ظهور الحسن خانصاحب وارثی پرتاب گڈه	۰	۰	۱۰
جناب امداد علي صاحب - رامپور	۰	۲	۲۲
بذریعه جناب حکیم عبد النور صاحب - پٹنه	۹	۷	۲۰
(به تفصیل ذیل)			
جناب عبد النور صاحب	۹	۰	۷
جناب مولوي عبد الکریم صاحب	۰	۰	۵
جناب منشي عزیز الحکم صاحب	۰	۸	۰
جناب عبد الرحمن صاحب	۰	۰	۵
[illegible] الحق صاحب	۰	۰	۱
جناب حکیم عبد الطیف صاحب	۰	۸	۱
جناب م[illegible]ور الحق صاحب	۰	۸	۰
جناب م[illegible] امیر احمدي صاحب	۰	۳	۰
جناب مرزا بهادر بیگ صاحب - حیدر آباد دکن	۰	۱۰	۶
جناب مولوي موید الدین حسن خانصاحب بتقریب سالگره فرزند جناب احمد محي الدین حسین صاحب نظام آباد دکن	۰	۰	۲۱

	پالی	آنه	روپیه
جناب محبوبعلي صاحب - باؤ بازار	۰	۰	۸
جناب ولي محمد خانصاحب - باؤ بازار	۰	۰	۲
جناب ابراهیم صاحب بهیونڈي	۰	۰	۱۰
بذریعه نیاز علی خانصاحب - سب ڈویژنل افس پشاور	۰	۶	۶۱
(به تفصیل ذیل)			
مزدوران ماتحت مولوي رحمت علي صاحب سب اور سیر منگلاهیڈ	۰	۰	۴۱
جناب محمد علي خان ٹهیکیدار	۰	۰	۱۵
مزدوران ایضاً	۰	۰	۵
متفرق	۰	۱	۰
بذریعه جناب عبد العزیز صاحب - لولم - برهما (در خریدار)	۰	۰	۲
ایک بزرگ از کانپور	۰	۰	۱۰
ایک بزرگ جو اپنا نام ظاهر کرنا نهیں چاهتے	۰	۰	۸
جناب سید میر حسن صاحب - ملتان	۰	۰	۸
جناب حکیم خواجه عبد الشکور صاحب کانپور	۰	۰	۲
بذریعه جناب سراج الدین صاحب سکاردو کشمیر	۰	۰	۲۵
جناب سکریٹري صاحب علمی کلب بلگرام	۰	۵	۲
جناب احمد رضا صاحب - بین پٹنه	۰	۰	۲۰
جناب احمد الله خانصاحب - کا کوري	۰	۰	۱
جناب سید علي صاحب - سشن جج دز منگل دکن	۰	۰	۹۴
جناب حکیم احمد حسین صاحب گوما - کانگوه	۰	۰	۲۵
جناب عبد الحفیظ صاحب هرکانوان - بریبگهه	۰	۸	۶
جناب محمد محسن صاحب ضلعدار باره بنکي	۰	۰	۳
جناب محمد گوهر علي صاحب معروف گنج - گیا	۰	۰	۲۰
جناب مولوي محمد ابراهیم خانصاحب رامپور	۰	۰	۵۰
بذریعه جناب عنایت الله خانصاحب انسپکٹر گوجرانواله	۰	۰	۱۵
(به تفصیل ذیل)			
جناب خواجه محمد مودود صاحب	۰	۰	۱
جناب منشي رحیم بخش صاحب سب انسپکٹر پولیس	۰	۰	۱
جناب عنایت الله خانصاحب انسپکٹر	۰	۱	۷
جناب محمد نصر الله صاحب	۰	۲	۱
جناب مولوی محمد ابراهیم صاحب	۰	۰	۲
جناب منشي احمد حسن صاحب	۰	۰	۳
میزان	۶	۹	۵۲۸
سابق	۰	۱۱	۷۳۴۷
کل	۶	۴	۷۸۷۶

RINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG PBLG. HOUSE, 7/1 MCLEOD STREET, CALCUTTA